১৪২

[illegible]

১০০ [illegible]

done

100 yrs old

لیل و نہار

تصنیف

منشی احمد علی صاحب شوق

شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علی اسیر لکھنوی

جس کو

خود مصنف نے ۱۸۸۹ء کی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس میں

بمقام علی گڈھ پڑھا تھا

بار دوم حسب فرمایش جناب میر ولایت حسین صاحب آنریری منیجر بک ڈپو

مدرسۃ العلوم علی گڈھ

حافظ عبد اللطیف پرنٹر کے اہتمام سے

در مطبع فیض عام واقع علی گڈھ طبع شد

لیل و نہار

تصنیف

منشی احمد علی صاحب شوق

شاگرد تدبیر الدولہ مدبّر الملک منشی مظفر علیخان اسیر لکھنوی

جس کو

خود مصنف نے ۱۸۸۹ء کی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں

بمقام علی گڈھ پڑھا تھا

باہتمام حافظ عبد اللطیف پرنٹر

در مطبع فیض عام واقع علی گڑہ طبع شد

سنہ ۱۹۱۴ء

اطلاع

۷۸۶

مسدس

یہ مسدس جسکا نام لیل و نہار ہی۔ نہایت فخر و
اعزاز کے ساتھ اسکا ڈیڈیکیشن قدردان سخن جناب
وزیرالدولہ مدبرالملک خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر
سی۔ ایس۔ آئی۔ وزیر اعظم پٹیالہ کے نام نامی کیساتھ کیا گیا

راقم۔ احمد علی۔ شوق

لیل و نہار

تصنیف

منشی احمد علی صاحب شوقؔ

شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان اسیرؔ لکھنوی

جسکو

خود مصنف نے ۱۸۸۹ء کی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں

بمقام علی گڈھ پڑھا تھا

خاکسار حافظ عبد اللطیف پرنٹر کے اہتمام سے

مطبع فیض عام واقع علی گڑہ مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھ سے پوچھے کوئی تو اتنا پریشان کیوں ہوا
تن سے پوچھے کوئی تو کمبخت عریاں کیوں ہوا

غم سے پوچھے کوئی تو مفلس کا مہماں کیوں ہوا
دل سے پوچھے کوئی تو آخر پشیماں کیوں ہوا

درد سے پوچھے کوئی تو سر میں کیوں رہنے لگا
سر سے پوچھے کوئی تو چکر میں کیوں رہنے لگا

پھرتی ہی وحشت لیے گھر ہی، مگر گویا نہیں
ہی بلا نازل تو کس پر ہی نظر گویا نہیں

صدمے سہتے سہتے پتھر ہی جگر گویا نہیں
کاہلی کیوں دشمنِ زر ہے خبر گویا نہیں

رنج کا طوفاں جو اکثر ہے تو اکثر ہی سہی
عیش کا ساماں جو کمتر ہے تو کمتر ہی سہی

چاہتا ہی دل کہ غم جائے مگر جائے تو کیوں؟
ہاتھ پھیلا ہے کہ زر پائے مگر پائے تو کیوں؟
زندگی خواہاں کہ چین آئے مگر آئے تو کیوں؟
بخت چاہے تو وہ دن لائے مگر لائے تو کیوں؟

بے اثر کیونکر ملے کچھ بے طلب کیونکر ملے
بے ہنر کمتر ملے کچھ بے سبب کمتر ملے

کوئی کاہل ہو کے کیوں چپ سن پڑے دل تو ہی بول
کوئی خود ہی کھائے کیوں جھٹکے کڑے دل تو ہی بول
کوئی کیوں اتنا جہالت پر اڑے دل تو ہی بول
کوئی کیوں آخر زمانے سے لڑے دل تو ہی بول

بیخودی میں کیوں کٹیں دن فکر کیوں کوتاہ ہو
علم کیوں ہو غیر ممکن عقل کیوں گمراہ ہو

کیوں نہیں آتی ہی غیرت تو تو ہی آنے کی چیز
جا چکی عزت کہ تھی افلاس میں جانے کی چیز
دل کو او امید بہلا ہی یہ بہلانے کی چیز
میں دکھا دیتا جو حسرت ہوتی دکھلانیکی چیز

او ہوس تو دل سے نکلے کوئی ایسا دن بھی ہی
او تمنا تو بر آئے کیا کبھی ممکن بھی ہے

کیا کہوں ٹھوکر پہ ٹھوکر دمبدم کھاتا ہوں میں
کچھ سوا انکے جو کھاتا ہوں قسم کھاتا ہوں میں
کھا کے ٹھوکر جب کہیں گرتا ہوں غم کھاتا ہوں نہیں
اسپہ بھی جھوٹی کا شک رہتا ہی کم کھاتا ہوں نہیں

کیا بجز حسرت کے کچھ میرے مقدر میں نہیں
کیا کرم کا کال ہے اللہ کے گھر میں نہیں

میں اکیلا ہی نہیں بیکس ہوں ساری قوم ہی
دکھ کی ماری قوم ہی آفت کی ماری قوم ہی

منہ سے کہدینے کو یوں کہدو کہ بھاری قوم ہے
لیکن آنکھوں میں سبک سب سے ہماری قوم ہے

سیکڑوں محتاج ہیں جنکے کہیں گھر بھی نہیں
گھر اگر ہے بھی تو اس میں خاک پتھر بھی نہیں

کچھ پریشاں حال ادہر ہیں کچھ ذلیل و خوار اُدہر
غم کے پتلے فاقہ کش مجبور ادہر بیمار اُدہر
رو رہے ہیں دو ادہر چلا رہے ہیں چار اُدہر
زندگی اس حال میں مشکل ادہر دشوار اُدہر

زندگی ہو بھی تو کیا وہ موت سے کچھ کم نہیں
کہہ رہی ہیں آفتیں یا تم نہیں یا ہم نہیں

جسنے دنیا کو ہلا ڈالا وہی یہ قوم ہے
جسنے جیتا ہر طرف پالا وہی یہ قوم ہے
سرکشوں سے جو رہی بالا وہی یہ قوم ہے
سُنیے سُنیے حضرتِ والا وہی یہ قوم ہے

ہر طرف بیل اس کی پھیلی ایشیا[1] کے کھیت سے
چمکی وہ بجلی جب نکلی عرب کے ریت سے

کفر کی ظلمت نے جب پنہاں کیا سینا[2] کا نور
لڑکھڑائے اور بہکے نشۂ غفلت سے چور
جہل نے ساعیر[3] کی عزت میں جب ڈالا فتور
کالے کوسوں ہٹ گئے اللہ کی چوکھٹ سے دور

آئی تب اللہ کی رحمت نبی[4] کے بھیس میں
روشنی فاران[5] کی چوٹی سے پھیلی دیس میں

۱ ایشیا جسمیں عرب واقع ہے۔ یہ دنیا میں مثل یورپ۔ افریقہ۔ امریکا اور آسٹریلیا کے ایک بر اعظم ہے۔
۲ کوہ سینا جسکو حضرت موسیٰ اور توریت پاک سے نسبت ہے ۳ کوہ ساعیر جسکو حضرت عیسیٰ اور انجیل پاک سے نسبت ہے ۴ نبی جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلعم ۵ کوہ فاران مکہ معظمہ کا پہاڑ

رشتۂ اسلام سب رشتوں سے بڑھ کر ہو گیا
غیر بھی تھا جو مسلماں وہ برادر ہو گیا
رحم بیکس پر مسلمانوں کا جوہر ہو گیا
فیض کا چشمہ بنا جو صاحبِ زر ہو گیا
رحم کے شاہد زمانے میں ہیں آثارِ دمشق[۱]
پلتے تھے اسلام کے صدقے میں کفّارِ دمشق

گھر میں بیٹھے کب ہماری قوم کو آرام تھا
کل ملایا[۲] آج ٹیگس[۳] کے کنارے لام تھا
پھیلنا شیوہ ہمارا اور بڑھنا کام تھا
بلکہ ہم سے منزلوں آگے ہمارا نام تھا
ریت افریقہ کی پانی تھی ہمارے سامنے
شوکتِ کسریٰ[۴] کہانی تھی ہمارے سامنے

ایک ہی دنیا میں تھی یہ قوم اپنے نام کی
ہر طرف پھیلائی اس نے روشنی اسلام کی
عالمِ ایجاد میں جو بات کی وہ کام کی
روم[۵] میں ڈنکا بجایا بھور کر دی شام[۶] کی
چلنے والے سیکڑوں کافر بتوں کی راہ کے
اسکے دم سے نام لیوا ہو گئے اللہ کے

ہم جہاں پہونچے وہاں کا پاپ سارا کٹ گیا
منہ چڑھا کوئی اگر شامت کا مارا ہٹ گیا
ظلم کا دریا بڑھا تھا جس کا دھارا گھٹ گیا
کفر کا گیسو زمانے کا سنوارا لٹ گیا

[۱] دمشق کے مجذوم اور مجبور یہودیوں اور عیسائیوں کیواسطے خلیفۂ دوم نے زمانۂ خلافت میں سفرِ دمشق کے وقت بیت المال سے وظیفے مقرر کیے تھے [۲] ملایا۔ افریقہ کا مشہور دریا [۳] ٹیگس۔ اسپین کا مشہور دریا۔ [۴] کسریٰ۔ نوشیرواں عجم کا بادشاہ [۵] روم یعنی اٹلی جو یورپ میں ہے [۶] شام ایشیا کا مشہور ملک۔

سرکشی کے ساتھ جو ہم سے پھرا ہم سے گرا
کنگرہ ایوانِ نخوت کا گرا ہم سے گرا

دفترِ دنیا میں خلّاقِ معانی ہم ہوئے
باعثِ اعزاز و شانِ حکمرانی ہم ہوئے

خلق میں استادِ طرزِ خوش بیانی ہم ہوئے
عالمِ ہستی میں آزادی[۱] کے بانی ہم ہوئے

صاف ہم نے کی جہاں میں شاہراہِ عدل و داد
ہیں دمشق[۲] و مصر[۳] کے گرجے گواہِ عدل و داد

ہم جو پھیلے مٹ گئی دنیا سے مستی مٹ گئی
شرک جو پھیلا ہوا تھا اُس کی ہستی مٹ گئی

بت پرستی مٹ گئی انجم پرستی مٹ گئی
کفر جس بستی میں لایا رنگِ بستی مٹ گئی

خلق میں دختر کشی گویا کبھی تھی ہی نہیں
تھی جہاں نیکی ہی تھی گویا بدی تھی ہی نہیں

ہم تھے اہلِ علم ہم اہلِ قلم دنیا میں تھے
خالد[۴] کی جرات سے سیف اللہ ہم دنیا میں تھے

سب سے بڑھکر تھے ہمیں سب ہم سے کم دنیا میں تھے
ہاتھ اگر دو تھے تو ہم تیغِ دو دم دنیا میں تھے

۱؎ آزادی - جب طارق بن زیاد فاتح اسپین نے راڈرک پر فتح حاصل کی تب ٹالیٹولا دار السلطنت اسپین کے لوگوں نے صلح اور امن کی تمنا کی - طارق نے پوری مذہبی آزادی اُن کو دی اور اُنھیں کا قانون اُنکے واسطے جاری رکھا

۲؎ دمشق میں عبداللہ الولید نے گرجا کا ایک حصہ مسجد میں شامل کر لیا تو عیسائیوں کی فریاد پر خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے مسجد سے اُسقدر حصہ نکال کے پھر انکو گرجا بنا لینے کی اجازت دی ۳؎ مصر میں علی ابن سلیمان نے نصرانیوں کے تمام گرجے ڈہا دیے تھے جنکو عیسیٰ بن موسیٰ نے پھر بیت المال سے بنوا دیا ۴؎ خالد بن ولید جنکو جناب رسالت مآب نے سیف اللہ کا لقب دیا تھا -

ہم فضیلؔ اور ہم تھے ابراہیمؔ کیا ہم میں نہ تھا
جو ہنر ہم میں نہ تھا وہ سارے عالم میں نہ تھا

خلق ہم میں تھا وفا ہم میں تھی ہمت ہم میں تھی
علم ہم میں تھا حیا ہم میں تھی عزت ہم میں تھی
زور ہم میں تھا ہنر ہم میں تھا شوکت ہم میں تھی
ولولہ ہم میں تھا زر ہم میں تھا دولت ہم میں تھی

جان ڈالی علم کے مُردہ بدن میں ہم وہ ہیں
بستیاں آباد کردیں جاکے بن میں ہم وہ ہیں

تھے ہمیں مانے ہوئے دنیا میں دنیا بھر فصیح
شہر والے ہی نہیں بدوی بھی تھے اکثر فصیح
ایک دو کا ذکر کیا ملتے تھے گھر گھر فصیح
اس سے وہ بڑھکر فصیح اور اُس سے یہ بڑھکر فصیح

تھا بجا علم ادب پر گر عرب کو ناز تھا
کیا ادب جمر کا تھا جسپر خود ادب کو ناز تھا

حرف ہم سے آگیا یونانیوں کی شان پر
قہر کی بجلی گری جرجانیوں کی جان پر

لہ فضیل بن عیاض کی علم و زہد میں یگانۂ وقت ۔ لہ ابراہیم ادہم مشہور درویش ۔ علامہ عصر ابراہیم بن ثابت اندلسی جو ۲۴۶ھ میں پیدا ہوا اور ۳۱۲ھ میں مقام سراگوسا اُسنے انتقال کیا ۔ ابراہیم موصلی ہارون رشید کا مشہور مغنی ۔
سہ بدوی سے مراد وہ چرواہا لڑکا ہی جسنے خلیفہ ہشام بن ملک سے نہایت شوخی اور بیباکی کے ساتھ گفتگو کی اور جب خلیفہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا تو اُس نے بڑی فصاحت سے چند اشعار پڑھے ہشام پھڑک گیا اور خوش ہوکے اسکے خون سے درگذرا ۔ سہ یونان یورپ کا مشہور جزیرہ جہاں بڑے بڑے حکما پیدا ہوئے اور مسلمانوں نے اُنکے فلسفہ کو رد کیا اسکے علاوہ یونان پہلے ایرانیوں کی پھر ٹرکی کی حکومت میں رہا اب آزاد ہی ۔ ھ جرجانیوں نے مفتوح اور مغلوب ہونیکے بعد امن لیکے پھر مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کی تو یزید بن مہلب نے قسم کھائی کہ اُنکے خون سے پن چکی چلاکے اُسکے پسے ہوئے آٹے کی روٹی کھاکے تب دم لیگا اور پھر فتح کرکے قسم کو پورا کیا ۔

شرک پر آفت پڑی ایسی کہ بیتی جان پر
پھر گیا پانی جہاں میں کفر کے طوفان پر

وہ مسیحیہ[1] کی عزت اک فسانہ رہ گئی
رومیوں کی پچھلی نخوت اک فسانہ رہ گئی

جب کہانت کی گھٹا سارے عرب پر چھائی تھی
فتح قبضہ میں ہمارے بانکے خنجر آئی تھی
روشنی ہم نے وہاں اسلام کی پھیلائی تھی
فطرت اپنے ساتھ ہمت اور جرأت لائی تھی

پھرتے تھے کھلتے ہوئے دنیا میں گھر گھر کی ہوا
گاہ سنداں[2] کی ہوا تھی گاہ بربر[3] کی ہوا

عدل سے امن[4] اور راحت کو ترقی ہمنے دی
ہوگئے صناع صنعت[6] کو ترقی ہمنے دی
کھود کر نہریں[5] زراعت کو ترقی ہمنے دی
بنگئے تاجر تجارت[7] کو ترقی ہمنے دی

ہمسے رتبے بڑھ گئے تھے کسقدر اسپین[8] کے
یاد کرتے ہیں ہمیں ابتک کھنڈر اسپین کے

[1] مسیحیہ روم کا مشہور شہر جسکو مسلمہ بن عبد الملک نے فتح کیا تھا [2] سنداں کو فضل بن ہارون نے ہارون کے زمانے میں فتح کیا تھا بعض مورخین نے اسکو سندھ خیال کیا ہے جو ہندوستان میں ہے [3] بربر۔ بر اعظم افریقہ کا شمالی حصہ [4] فتح کے بعد ہر صلح کے ساتھ ممالک اندلس میں جہاں مسلمانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ عہدنامہ لکھا وہاں مسلمانوں کے برابر عدل۔ امن اور راحت کی شرطیں لکھدیں [5] نہریں جو مسلمانوں نے کھودی تھیں انکا وجود ابتک گرانا ڈا۔ مرشیا اور والنشیا کے میدانوں میں باقی ہے [6] جب مسلمانوں نے عراق۔ شام۔ عجم۔ افریقہ اور یورپ یعنی دنیا کے عظیم حصے پر حکومت جمالی تب صنعت پر متوجہ ہوئے یہانتک کہ زبیدہ خاتون کیواسطے پچاس ہزار اشرفیوں کا تھان بنا تھا۔ گھڑیاں۔ رنگین شیشے۔ آلات جر ثقیل۔ آلات کشید عرق۔ جہازی قطب نما۔ عمارات میں گل بوٹے۔ دھوپ چھاؤں کپڑا ان صناع پر توجہ کی [7] سیلون یعنی لنکا وغیرہ میں مسلمان تجارت کے ذریعے سے پہونچے تھے [8] اسپین کو علمی صنعتی اور تعمیرات کی ترقی سے مسلمانوں نے ایسی وقعت دی تھی کہ آجکل کے مورخ اسپر افسوس کرتے ہیں اور اب اسکی حالت یورپین حکومت میں اچھی نہیں ہے۔

عدل گر انصاف ہمسا عدل گستر تھا کوئی؟
تو بتا او زر کہ ہمسا صاحب زر تھا کوئی؟
او فصاحت بول تو ہمسا سخنور تھا کوئی؟
اوج تو کہدے جہاں میں ہمسے بڑھکر تھا کوئی؟

اعتدال[1] اپنوں میں اور غیروں میں کسکے دم سے تھا
ہمسے پوچھو ہمسے تھا ہمسے قسم لو ہم سے تھا

حکمت[2] مُردہ میں آئی جان کس کی ذات سے
بڑھ کے پھیلا ہر طرف ایمان کس کی ذات سے
خلق کے وحشی[3] ہوئی انسان کس کی ذات سے
گھٹ گئی ٹالس[4] کی ساری شان کسکی ذات سے

علم کی دنیا میں کس نے لی ارسطو کی جگہ
کون[5] تھا اٹلی میں جس نے لی ارسطو کی جگہ

نورِ حق اشروسنہ[6] میں جلوہ گر کیوں کر ہوا
قہر نازل سر زمینِ کفر پر کیوں کر ہوا
بول او سسلی[7] کہ تو زیر و زبر کیوں کر ہوا
ہاں ہوا میجارسا[8] میں کچھ مگر کیوں کر ہوا

[1] عبدالرحمن بن عبداللہ نے اپنے قانون حکومت میں قرطبہ کے یہودیوں اور مسلمانوں کے حقوق برابر رکھے تھے [2] حکمت جو مُردہ ہوگئی تھی اسکو روم سے کتب خانہ لیکے مسلمانوں نے پھر زندہ کیا [3] یورپ جو اُسوقت وحشی اور جاہل تھا اسنے مسلمانوں کے علمی مدارس میں تعلیم حاصل کی [4] ٹالس جسکو اہل عرب تالیس کہتے ہیں شہر ملٹا کا نامی حکیم جسنے وہاں سب سے پہلے فلسفۂ یونان کے مسائل بیان کیئے تھے [5] ابن رشد اندلسی جسکی فلسفہ نے اٹلی میں اسقدر ترقی کی تھی کہ اگر کوئی وہاں ارسطو کا نام لیتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ ہم ارسطو کو نہیں جانتے۔ ہمارا اُستاد ابن رشد ہی [6] اشروسنہ کا بادشاہ کادس جو ماموں رشید کے زمانہ میں مسلمان ہوا تھا [7] نامی جزیرہ سسلی جو ۲۱۲ھ یعنی ماموں رشید کے زمانہ میں فتح ہوا تھا [8] میجارسا سرحد فرانس کا جزیرہ جسکو مسلمانوں نے عبدالرحمن بن حکم یا حاکم کے عہد میں تہ و بالا کیا تھا۔

سر کی جسنے عجم[۱] کی آگ بڑھ کر ہے وہ کون
لے لیئے دنیا سے جسنے تاج[۲] چڑھ کر ہے وہ کون

قرطبہ[۳] سے کوئی سُن لے داستان اسلام کی
عالمِ ایجاد میں جرأت تھی جان اسلام کی

جا کے پوچھے مسجدِ[۴] عالی سے شان اسلام کی
تیغ پر قبضہ کیے تھی آن بان اسلام کی

کشتیاں[۵] اپنی جلادیں آپ ہی جرأت یہ تھی
میان تلواروں[۶] کے پھینکے توڑ کر غیرت یہ تھی

ہر طرح سے خلق کی حاجت روائی ہمنے کی
ناخدائی کیا جہازوں پر خدائی ہمنے کی

ملک میں کھولے شفاخانے[۷] بھلائی ہمنے کی
قطب[۸] کو نظروں میں رکھ کر رہنمائی ہمنے کی

۱؎ عجم خلافت دوم کے زمانہ میں فتح ہوا تھا ۲؎ طارق بن زیاد نے جب ٹولیڈو کو فتح کر کے قبضہ کیا تو شاہانِ گذشتہ کے ۲۵ تاج مکلل پائے ۳؎ قرطبہ اسپین کا عظیم الشان شہر جس میں مسلمانوں کی ۶۰۰ مسجدیں اور ۹۰۰ حمام تھے ۴؎ مسجد جامع جسکی بنیاد ۱۷۰ھ میں عبد الرحمٰن نے ڈالی تھی اور ہاشم بن عبد الرحمن کے زمانہ میں تعمیر پوری ہوئی اسکی چھت ایک ہزار ترانوے سنگ مرمر کے ستونوں پر تھی اور دو ہزار ساٹھ سو شمعیں روز روشن ہوتی تھیں نو دروازے تھے اور بڑا پھاٹک سنہرا تھا ۵؎ ۹۲ھ میں جب طارق بن زیاد نے الخضرا میں پہونچکر اسپین کے جبل طارق پر فوجی مقام کیا تو جرأت کے جوش میں اپنی کشتیاں جنکے ذریعے سے فوج اسلام اُتری تھی خود جلادیں تاکہ مسلمانوں کو بھاگنے کی راہ نہ رہے اور آخر فتح حاصل کی اسی سے اس پہاڑ کو اہلِ عرب جبل الفتح بھی کہتے ہیں ۶؎ جب ٹیلنڈا کے لوگوں نے گروہ نومع کی مدد سے ۶۳ھ میں مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کی تو عقبہ بن نافع اور تمام اسلامی فوج نے قسمیہ ہو کر اپنی تلواروں کے میان توڑ کے پھینک دیئے اور پھر جنگ عظیم کے بعد فتح حاصل کی ۷؎ اندلس میں عبد الرحمن بن امیہ نے اور بغداد میں مستنصر باللہ نے شفاخانے کھولے تھے جہاں کھانا پینا اور تمام سامان آسائش بیماروں کیواسطے مہیا رہتا تھا ۸؎ جہازی قطب نما کے موجد مسلمان ہیں۔

ساتھ ساتھ اپنے لیے فن اور ہنر جاتے تھے ہم
علم آگے آگے جاتا تھا جدھر جاتے تھے ہم

خلق کے آرام کا اسلام ضامن تھا کبھی
الجزائر[1] پر نہیں اب زور لیکن تھا کبھی

انتظامِ ملک آسانی سے ممکن تھا کبھی
ہم تھے اور جبرالٹر[2] دنیا میں وہ دن تھا کبھی

اندلس[3] کی سرزمین آباد تھی اسلام سے
گونج اُٹھا تھا ملک یورپ کا عرب کے نام سے

زر سے بڑھکر تھی جہاں میں ہم کو قدرِ مالِ علم
قرطبہ میں ہمسے پہونچا اوج پر اقبالِ علم

ساری فکروں سے سوا تھی فکرِ استحصالِ علم
حالِ مروانی[4] ہے دنیا میں گواہِ حالِ علم

ملک کو ہمنے فلاحت[5] سے دیئے معقول پھل
اندلس کی سرزمیں لائی عرب کے پھول پھل

[1] مملکت الجزائر جہاں دریا سے اُتر کر ابو یوسف یعقوب نے الفنسو ہشتم پر فتح حاصل کی تھی [2] جبرالٹر جسکو عربی میں جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہیں جہاں ۵ رجب ۹۲ھ کو طارق بن زیاد فاتح اسپین پہونچے تھے اور یہیں سے گوڈالیٹ (غادلت) کے بادشاہ راڈرک پر فتح حاصل کرکے مسلمان اسپین میں پھیلے تھے [3] اندلس اہل عرب نے اسپین کا نام رکھا تھا [4] مروانی مسلمانوں کے کتب خانے کا نام تھا جسکو حکم بن عبدالرحمٰن سوم نے قائم کیا تھا۔ اس کی فہرست بڑی تقطیع کے کاغذ کی چوالیس جلدوں میں تھی [5] عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام جو ۷۵۶ عیسوی میں داخل قرطبہ ہوئے اُنھوں نے علم فلاحت کی قوت سے اندلس میں عرب کے میوے انار اور خرمے وغیرہ لگائے اور وہ پھولے پھلے۔ آج بھی لندن کے سیرین سسٹر کالج کی تعلیم میں عرب کی اس فلاحت کا تذکرہ موجود ہے۔

لطف حاصل جاہیں آئیں جاہیں جائیں راہرو
منزلوں میں پائیں جب مہماں سرائیں راہرو
راہ چلتے کھائیں پیڑوں کی ہوائیں راہرو
چین سے کھائیں پئیں اوڑھیں بچھائیں راہرو

بدلے دشواری کے آسانی مسافر کے لیئے
نہر[۱] سے پھیلا ہوا پانی مسافر کے لیئے

علم تھا ہم سے معزز جہل تھا ہم سے ذلیل
ہم سنے دنیا کو دکھائی قوتِ جرِ ثقیل[۳]
ہیں درختوں[۲] کے قلم علمِ فلاحت پر دلیل
ہر طرف سڑکیں[۴] بنائیں اور لگائے اُنپہ میل

چین خلقت کو دیا راحت سے جینے کے لیے
نل[۵] لگا کر صاف پانی لائے پینے کے لیے

بصرہ[۶] و بغداد[۷] تھے دنیا میں دفتر علم کے
در کھُلے اسکندریہ[۹] سے جہاں پر علم کے
اصفہان[۸] سے لوگ لیجاتے تھے جوہر علم کے
تھے دمشق[۱۰] و قیروان[۱۱] و قرطبہ گھر علم کے

۱ نہروں اور مہماں سراؤں کی تعمیر میں زبیدہ خاتون زوجہ ہارون رشید عباسی نے سترہ لاکھ اشرفیاں صرف کی تھیں ۲ درخت کے قلم کا موجد عبدالرحمن بن معاویہ ہی ۳ ابوالحجاج یوسف محمد چہارم نے غرناطہ میں جرِ ثقیل کو بڑی ترقی دی اور بہت آلے ایجاد کیے ۴ عبدالرحمن بن معاویہ نے ۵ ۲۱۰ھ میں عبدالرحمن بن معاویہ نل لگا کے شہر قرطبہ میں پہاڑ کا صاف پانی لایا تھا ۶ بصرہ حجاز مشہور شہر اور دارالعلم ۷ بغداد خلفاے عباسیہ کا دارالخلافت جسکو منصور دوانقی نے ۱۴۵ھ میں آباد کیا تھا یہ ایسا مقام تھا جس کی تاریخ خطیب نے ۷۲ جلدوں میں لکھی تھی ۸ اصفہان ایران کا مشہور شہر۔ ۹ اسکندریہ ملکِ مصر کا مشہور شہر ۱۰ دمشق ملک شام کا پُرانا اور مشہور شہر ۱۱ قیرواں افریقہ کا مشہور شہر۔

	طب سلرنو[۱] کی جہاں میں جسکا ڈنکا بج گیا ہے عرب دنیا کو اس سامان سے جو سج گیا	
جہل کی پستی سے سب کو لیگئے تا بامِ علم ہمنے کاغذ[۲] سے کیا دنیا میں استحکامِ علم		ہم وہ سورج ہیں کہ چمکے اور سحر کی شامِ علم ہے ہماری ذات سے لوگوں میں قائم نامِ علم
	روم سے جس نے کتب[۳] خانہ لیا ہم ہیں وہی جسنے پچھلی نظم[۴] کو رد کر دیا ہم ہیں وہی	
ہم سے لیکر دے گئے لیونارڈ[۶] اور روزن[۷] رواج ہم سے پایا انگلستاں نے جسے ہے ناز آج		ہم نے الجبرا[۵] کو بخشا دہر میں عزت کا تاج یہ ریاضی علم کی دنیا میں اب جسکا ہے راج
	علم اقلیدس کا یورپ میں عرب ہی سے گیا ہاں ادب اسلام کے علمِ ادب ہی سے گیا	

۱ سلرنو مملکت اطالیہ (اٹلی) کا مشہور شہر جہاں مسلمانوں نے طب کا علمی اور عملی دار العلم قائم کیا تھا اور یورپ والوں نے وہیں سے طب حاصل کی ۲ کاغذ کا موجد ہارون رشید کا وزیر جعفر برمکی ہے ۳ روم کا کتب خانہ جس میں پچھلے حکماء کی کتابیں تھیں اور کئی سلطنتوں سے مقفل رکھا گیا تھا موں رشید نے اسکولے کے علوم کو پھر زندہ اور صاف کیا ۴ حکیم ابن طفیل القیسی جس نے سنہ ۵۸۱ھ میں بمقام مراکش انتقال کیا نظمِ بطلیموسی کو رد کرکے جدید نظم کا موجد ہوا۔

۵ الجبرا کے موجد مسلمان ہیں ۶ لیونارڈ اٹلی کا سوداگر جسنے سنہ ۱۲۰۰ھ میں عربی کی کتاب پاکے اُسی سے لیٹین میں کتاب لکھی ۷ ڈاکٹر روزن جس نے سنہ ۱۸۳۱ء میں محمد بن موسیٰ کی کتاب جبر و مقابلہ کا انگلستان میں ترجمہ کیا۔

دیکھ کر گھڑیوں[۱] کو یورپ کی یہ شہرت کس لیے
ارض کی گردش کے قائل سے ہی نفرت کس لیے

ہم ہوئے موجد تو پھر ہم کو یہ حیرت کس لیے
مسئلہ چھانا ہی ہم نے پھر یہ حجت کس لیے

جسکو کہتے ہو ابو[۲] ریحان مسلماں ہی تو تھا
ارض کی گردش کا قائل ہاں مسلماں ہی تو تھا

کیمیائی قوتوں کی ہم سے قوت بڑھ گئی
ہند سے اوج پایا اور صنعت بڑھ گئی

دہر میں چمکا نجوم اور شانِ ہیئت بڑھ گئی
ساری دنیا[۳] سے عرب والوں کی حکمت بڑھ گئی

نحو[۴] سے مضبوط کر دی ہم نے بنیادِ علوم
نحو کیا ہی سینکڑوں ایسے ہیں ایجادِ[۵] علوم

جب عرب مصروف طاقت کے جتانے میں ہوا
چین[۶] گو تاریخ کا موجد زمانے میں ہوا

بڑھ کے قابل سب سے علمی کارخانے میں ہوا
نامور لیکن عرب وقعت بڑھانے میں ہوا

۱؎ گھڑی سب سے پہلے خلیفہ ہارون رشید نے شاہِ فرانس کو بطور تحفے کے بھیجی تھی جو عجائب خانۂ پیرس میں اب بھی موجود ہے اور جامع مسجد دمشق میں بھی مسلمانوں کی بنائی ہوئی گھڑی موجود ہے۔
۲؎ حکیم ابو ریحان زمین کی گردش کا قائل تھا جسنے شیخ الرئیس بو علی سینا سے اس مسئلہ میں بحث کی تھی ۳؎ مصر۔ ہندوستان۔ ایران اور یونان ترقی میں بلند نام ہیں جنکے بعد عرب کے مسلمانوں نے ترقی کا پھریرا اُڑایا ۴؎ نحو کے موجد مسلمان ہیں ۵؎ تفسیر اور کلام وغیرہ بہت سے علوم خاص مسلمانوں کے ایجاد کیے ہوئے ہیں ۶؎ چین تاریخ نویسی کا موجد ہے لیکن عرب نے اس کو ترقی دی۔

(نحو کی نسبت [illegible] میں ایجادِ علوم)

علم اسماء الرجال[1] اس نے نکالا دہر میں
ہوگیا تاریخ کا فن سب سے بالا دہر میں

تھے جہاں اُستاد ہم وہ کارخانہ یاد ہے
نام غرناطہ[2] کا اور اُس کا فسانا یاد ہے

وہ عرب کے علم کا یورپ میں جانا یاد ہے
دل کو خوب اسکندریہ[3] کا زمانا یاد ہے

اصفہاں[4] میں شانِ علم اور قیرواں[5] میں شانِ علم
اصفہاں تھا جانِ علم اور قیرواں ایمانِ علم

فلسفہ کا دیس ویراں ہوگیا تھا یا نہیں
گم جہاں سے اوجِ ایراں ہوگیا تھا یا نہیں

مصر کا دفتر پریشاں ہوگیا تھا یا نہیں
گل چراغِ علم یوناں ہوگیا تھا یا نہیں

نام اسکندر[6] رہا زندہ تو پھر ہم سے ہوا
ذکر افلاطوں[7] کا پھر اسلام کے دم سے ہوا

لوگ ارسطو کی کتابوں کو نہ پاتے اے حضور
ہم نہ مخفی جوہروں کو گر بتاتے اے حضور

رفتہ رفتہ اُن کو کیڑے چاٹ جاتے اے حضور
بزمِ شہرت میں نہ پھر لقمان[8] آتے اے حضور

۱؎ علم اسماء الرجال کے موجد مسلمان ہیں ۲؎ غرناطہ مسلمانوں کے عہد میں بہت آراستہ مقام اور دارالعلم تھا ۳؎ اسکندریہ بھی دارالعلم تھا ۴؎ صفہان بھی دارالعلم تھا جہاں نظام الملک نے مدرسہ قائم کیا تھا ۵؎ قیرواں افریقہ میں دارالعلم تھا ۶؎ اسکندر مشہور فتاح جو مقدونیہ کا حکیم تھا ۷؎ افلاطون یونان کا مشہور حکیم سقراط کا شاگرد جو حضرت عیسیٰ سے ۳۴۸ برس پہلے گذرا ہے ۸؎ لقمان یونان کا مشہور حکیم جو حضرت عیسیٰ سے چھ سو برس کے قریب بیشتر گذرا ہے۔

جسنے مُردوں کو کیا زندہ وہ ہی شانِ عرب
مانے یورپ اس مسیحائی پہ احسانِ عرب

خیر جاری جسکو کہتے ہیں ہمارا کام تھا
مختصر یہ ہی کہ دریائے کرم اسلام تھا
کوئی ننگا تھا نہ بھوکا چین تھا آرام تھا
رحم تھا تو عام تھا اور فیض تھا تو عام تھا

رحم سے نامِ ولیدؔ[۱] ابتک ہی اک عزت کی چیز
فیض سے مہدیؔ[۲] کی شان ابتک ہے اک شہرت کی چیز

اب نہ لسبنؔ[۳] ہی نہ غرناطہؔ[۴] نہ وہ بغداد ہے
اے فلک بیداد ہے بیداد ہی بیداد ہے
خواب کی سی بھولی بسری بات کوئی یاد ہی
اے خدا فریاد ہی فریاد ہے فریاد ہے

ہم نہ رکھتے ہیں بھوانی اور نہ کالی اے خدا
ایک تُو ہی ہم مسلمانوں کا والی اے خدا

ساری دنیا شاد یا اللہ ہم ناشاد ہیں
نہر سیحوںؔ[۶] اور مراغہؔ[۷] ہم کو ابتک یاد ہیں
ہمسے[۵] جو سیکھے تھے کل دنیا میں آج اُستاد ہیں
وہ بھی اب برباد ہیں اور ہم بھی اب برباد ہیں

[۱] ولید بن عبد الملک نے اپنے زمانۂ خلافت میں حکم دیا تھا کہ اندھے اور مجبور کے ساتھ خزانۂ خلافت سے ایک ایک خادم مقرر ہی [۲] مہدی بن ابی جعفر منصور عباسی نے وہ (۶۳) ہزار درہم فیاضی سے خرچ کیے جو خزانے میں جمع ملے تھے اور تمام آمدنی یونہیں صرف میں لاتا رہا۔ اسنے ایک اعرابی کو ایکبارہ لاکھ درہم دیئے تھے
[۳] لسبن پرتگال کا دار السلطنۃ [۴] غرناطہ (گراناڈا) اندلس کا مشہور شہر [۵] جو سیکھے تھے الخ یعنی اہلِ یورپ
[۶] نہر سیحون پر علامۂ غیاث الدین کاشانی پھر قاضی زادۂ رومی پھر علامۂ قوشجی کی رصد رہی۔
[۷] مراغہ آذربیجان میں ایک شہر ہی جسکو مردان بن محمدؐ نے آباد کیا تھا مراغہ میں رصد ایلخانی تھی جس میں محقق طوسی اور قطب الدین شیرازی صاحب رصد تھے۔

ماورار النہر ہے لیکن وہ شادابی کہاں
خطۂ فاراب[1] میں بونصر[2] فارابی کہاں

کیا بتائیں تھی رسائی کسقدر افکار میں
کیا دکھائیں جو کیا تھا وادی سنجار[3] میں
کیا جتائیں ڈالے کیا کیا زلزلے کہسار[4] میں
کیا سنائیں جیت کے قصے کہ اب ہیں ہار میں

اب کہاں ویلم[5] کہاں وہ کوہ بیضا[6] یا نصیب
لطف الخضرا[7] یا تقدیر لنکا[8] یا نصیب

وہ سمرقند[9] اب کہاں اور اُسکا تاج آخر کہاں
وہ بخارا[10] اور خیوا[11] کا مزاج آخر کہاں
مرو[12] و داغستان[13] و ٹونس[14] کا خراج آخر کہاں
سرویا[15] کل تک کہاں تھا اور آج آخر کہاں

[1] فاراب ملک ماورالنہر کا شہر [2] طبقۂ اسلام کا جلیل القدر حکیم معلم ثانی محمد بن محمد بن ترخان ابونصر فارابی جس نے ۳۳۹ھ میں بمقام دمشق انتقال کیا [3] سنجار فرات اور دجلے کے بیچ میں میدان ہے جہاں مامون رشید کے عہد میں مہندسین نے جمع ہو کر کرۂ ارض کی پیمائش کی تھی [4] کہسار سے مراد سلسلہ کوہستان اسٹوریا ہے جس میں اسپین کی اسلامی فتح سے گھبرا کے وہاں کے باشندے جا ڈبے تھے [5] بحیرۂ کاسپین کے دکن جانب ایک پہاڑی جو پہلے ایران میں تھی اور اب روس کے پاس ہے [6] کوہ بیضا اندلس کے ایک پہاڑ کو اہل عرب کہا کرتے تھے [7] بحیر الخضرا اسپین میں ہے [8] لنکا میں تجارت کے ذریعہ سے پہونچ کے مسلمانوں نے کامیابی حاصل کر لی تھی [9] سمرقند جو ترکستان میں تیموریہ کا دارالسلطنت تھا اور اب روس کے پاس ہے [10] بخارا مسلمانوں کی خود مختار سلطنت تھی اب روس کی ماتحتی میں ہے [11] خیوا مسلمانوں کی خود مختار سلطنت تھی اب روس کی ماتحتی میں ہے [12] مرو وسط ایشیا میں ترکستان کا دارالحکومت جو ترکمانوں سے اب روس کے قبضہ میں آگیا ہے [13] داغستان فتح علیشاہ کی جنگ کے بعد ایران سے نکل کے روس کے قبضہ میں گیا [14] ٹونس ٹرکی کی ماتحتی سے نکل کے فرانس کی ماتحتی میں گیا [15] سرویا ۱۸۷۷ء کی جنگ کے بعد ٹرکی سے نکل گیا اور اب وہاں خود مختار سلطنت قائم ہے۔

کچھ تمھیں حال اریواں[1] کی خبر ہے یا نہیں
کچھ تمھیں تاریخ یوناں[2] پر نظر ہے یا نہیں

کیا خراساں[3] کی وہی حالت ہی جو تھی پیشتر
کیا مراکو[5] کی وہی شوکت ہے جو تھی پیشتر

کیا وہی ایراں[4] کی عزت ہی جو تھی پیشتر
کیا وہی اب فاز[6] کی وقعت ہی جو تھی پیشتر

اب کہاں وہ صاحب علم و عمل باقی رہے
صرف کھسیانی ہنسی ہنسنے کو ہم باقی رہے

زور والا ہم کو بھی دیکھا تھا[7] دریا نے کبھی
چلتے تھے دنیا کے میدانوں[9] میں پیمانے کبھی

یاد آتے ہیں جزیروں[8] کے وہ افسانے کبھی
تا سمرقند[10] اندلس سے تھے رصد خانے کبھی

[1] اریوان ایران سے نکل کے روس کی حکومت میں گیا [2] یونان پہلے ایران کی حکومت میں ہا پھر ٹرکی کی حکومت میں ہا اب آزاد سلطنت ہے [3] خراسان جو امین کے مقتول ہونیسے پہلے مامون رشید کا دار الخلافت اور نصف خلافت بغداد کا دار الحکومت تھا [4] ایران میں پیشتر بڑی وسیع سلطنت تھی اور تہذیب کی ترقی میں بہت بلند نام ہی [5] مراکو جہاں کسی زمانہ میں اسلامی شہنشاہی تھی اب بہت چھوٹی سی سلطنت ہے [6] فاز ممالک مارنیا کا دار الحکومت اور اسلامی سلطنت میں بڑا پرشوکت شہر تھا اب ذلیل حالت میں ہی [7] اشارہ ہی بحری قوت کی جانب [8] جزیروں سے مراد جزائر سارڈینیا اور جزائر سسلی ہیں جنکے دریا میں مسلمانوں کے ڈیڑھ سو جنگی جہازوں کا بیڑا گشت کرتا تھا [9] میدانوں سے بریہ اور میدان کوفہ کی جانب اشارہ ہی جہاں اہل اسلام مہندسین نے جمع ہو کے ایک درجۂ دائرۂ عظیمہ کی پیمایش کر کے محیط کرہ کو چوبیس ہزار میل قرار دیا تھا [10] مراغہ جو آذربیجان کا شہر ہی اس میں ہلاکو خاں کی رصد تھی جسکو ایلخانی کہتے ہیں مصر میں ابن یونس مصری صاحب رصد تھے۔ سمرقند میں غیاث الدین جمشید کاشانی کی رصد تھی۔ شام میں ابن الشاطر کی رصد تھی۔ بغداد میں خالد بن عبد الملک کی رصد تھی۔ جسکو شرف الدولہ نے تکمیل تک پہونچایا تھا۔ قاصیون پہاڑ جو دمشق کے اُتر جانب ہے وہاں مامون رشید عباسی کی رصد تھی۔ صفہان میں احمد بن داود کی رصد تھی۔ محیط شرقی پر الغ بیگ کی رصد اور محیط غربی پر رصد تانجو تھی۔

دینیہ[1] میں خوب ابو مرواں[2] کے ڈنکے بج چکے
اب ہمارے پاس کیا ہی ہم تو سب کچھ تج چکے

دہر میں عباسیوں کا وقر اللہ رے ہم
وہ ہمارا اختیار الغرب[4] پر اللہ رے ہم

مقتدر کا وہ محل[3] اور وہ شجر اللہ رے ہم
علم[5] و فضل اللہ رے ہم اور مال[6] و زر اللہ رے ہم

وہ پلرمو[7] اب کہاں اور وہ مساجد اب کہاں
ہند میں وہ اندلس کے دن کہاں وہ شب کہاں

وہ عرب کی شان یاد آتی ہے دن بھر رات بھر
وہ عجم کی چوٹ تڑپاتی ہے دن بھر رات بھر

یاد آ آ کر ستم ڈھاتی ہے دن بھر رات بھر
سیکڑوں چیزوں کو ترساتی ہے دن بھر رات بھر

1 دینیہ یورپ کے ایک حصہ کا دارالحکومت ہے 2 علامہ عبد الملک ابو مروان ابن محمد جو مجاہد صقلبی حاکم دینیا کا نامی حکیم تھا 3 خلیفہ المقتدر باللہ عباسی نے بغداد میں یہ عمارت ایسی شان و شوکت سے بنوائی تھی جس کی انتہا نہیں اس کے حوض میں سونے کا درخت بنایا تھا جس میں مختلف جواہرات کے پھول پھل تھے اور شاخوں پر مختلف رنگوں کے مرصع طیور اس ترکیب سے بنائے تھے جو ہوا کے بھرنے سے نغمہ سرائی کرتے تھے ۔ حوض کے ادھر ادھر سوار مکلف لباس کے سات سوار بنائے تھے جن کی حرکت ایک دوسرے کے مقابلہ میں محسوس ہوتی تھی 4 پرتگال کو اہل عرب الغرب کہتے تھے 5 علم و فضل کی یہ حالت تھی کہ ابن عقیل کی قاموس العلوم آٹھ سو جلدوں میں مرتب ہوئی تھی 6 مال و زر کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ مقام طاہر لنمل مملکت مصر کی ایک بوڑھی عورت نے ماموں رشید کو دورے کیوقت دس ہزار اشرفیاں ایک سنہ کے سکے کی نذر دی تھیں 7 پلرمو جزیرہ صقلیہ یعنی سسلی کا ایک شہر جہاں ایک تیر کے فاصلہ میں مسلمانوں کی دس دس مسجدیں تھیں ۔

بحر قلزم[1] بحر جیحوں[2] کی وہ لہریں اور ہیں
وہ خلافت کے محل محلوں کی نہریں اور ہیں

ہے دمشق[3] اب بھی مگر کیا اُس کی حالت ہے کہو
کیا مسلمانوں میں طارق[5] کی سی جرأت ہے کہو

مسجد جامع[4] کی کیا ویسی ہی شوکت ہے کہو
غادلت[6] اب ہے تو کیا پھر شوق نصرت ہے کہو

بارسا[7] میں کیا ہے اسلامی بسیرا آج کل
میرڈا[8] میں اُڑ رہا ہے کیا پھریرا آج کل

غزنوی[9] اقبال اموی[10] جوش ہمت اب کہاں
زورِ ایوبی[11] کہاں ترکی[12] جلالت اب کہاں

[1] بحر قلزم جو مکہ اور مصر کے درمیان میں ہے [2] بحر جیحون جو خراسان اور ماورالنہر کے درمیان میں ہے [3] دمشق کی وہ عظمت تھی جس کی تاریخ ابن عساکر نے باون جلدوں میں لکھی تھی [4] دمشق کی جامع مسجد خلیفہ ولید بن عبد الملک بنی امیہ نے بنوائی تھی جسمیں بارہ ہزار صناع کام کرتے تھے اور ۸۹ھ سے ۹۶ھ تک بن کر طیار ہوئی تھی اس میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی گھڑی موجود ہے [5] طارق بن زیاد فاتح اسپین [6] غادلت (گاڈالیٹ) جہاں ۹۲ھ میں طارق نے شاہ راڈرک کو جنگ عظیم کے بعد شکست دی تھی [7] بارسا افریقہ کے ایک حصہ کا دار الحکومت تھا [8] میرڈا جسکو ۹۳ھ میں موسیٰ نے فتح کیا تھا اور جو یوسف کے زمانہ میں مملکت اندلس کا دوسرا صوبہ قرار پایا تھا [9] اشارہ ہے محمود غزنوی کی طرف [10] اشارہ ہے سلطنت بنی امیہ کی طرف جنکی سلطنت دمشق میں بھی اور اسپین میں بھی بہت شان و شوکت سے رہی [11] اشارہ ہے خاندان ایوبیہ کی طرف جسکے بادشاہ سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو بڑی بہادری سے فتح کیا تھا [12] اشارہ ہے خاندان عثمانیہ کی جانب جس کے بانی عثمان خاں ارطغرل نے ۶۹۹ھ میں سلطنت قائم کی اور اُسکے ساتویں فرمانروا سلطان محمد خاں ثانی نے بڑی جنگ کے بعد ۲۰- جمادی الاول ۸۵۷ھ کو شہر قسطنطنیہ فتح کیا۔

علم اور ثروت میں عباسی[1] فضیلت اب کہاں
شان اسلام اب کہاں شان خلافت اب کہاں

تم ہو کیسے ہم ہیں کیسے اور عرب[2] کیسا ہی اب
پیشتر اسلام سے جیسا تھا سب ویسا ہی اب

یاد ہی بغداد[3] بھی قصر[4] خلافت بھی ہے یاد
وہ خراساں اور صفاری[5] حکومت بھی ہے یاد
کی تھی جو خوارزم[6] نے حاصل وہ عزت بھی ہے یاد
دہر میں سلجوقیوں[7] کی شان و شوکت بھی ہے یاد

مختصر یہ ہے کہ سب ہے یاد لیکن کچھ نہیں
ہم سے ممکن کچھ نہیں گو غیر ممکن کچھ نہیں

۱ اشارہ ہے خلفاے عباسیہ کی جانب جو شان سلطنت کے ساتھ علم و فضل میں بھی یکتا تھے ۲ اب عرب میں سوا بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل کے جہاں اطراف و جوانب کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں کہیں شائستگی نہیں رہی اور وہاں کی قومیں پھر جہالت کے اصلی مرکز پر جا رہیں ۳ بغداد کی شان و عظمت ایسی تھی کہ خطیب نے اُس کی تاریخ بہتر جلدوں میں لکھی تھی ۴ بغداد کا قصر خلافت نہایت خوشنما تھا سبز گنبد کا نام قبۃ الخضرا تھا اور دو سو چالیس فیٹ کے قریب بلند تھا ۵ صفار کے معنی ٹھٹھیرا۔ یعقوب سلطنت صفاریہ کا بانی ٹھٹھیرا تھا جس کے خاندان نے خراسان فارس اور کرمان وغیرہ پر تیس سال حکومت کی ۶ خوارزم یعنی سلطنت خیوا جو چنگیز خاں کے تباہ کرنے سے پیشتر ایک جلیل القدر اسلامی سلطنت تھی۔ اب خان خیوا روس کی ماتحتی میں ہے ۷ سلطنت سلجوقیہ جس کی بنیاد طغرل نے سنہ ۴۵۲ھ میں ڈالی تھی اور قونیا جسکا دار السلطنت تھا جسکے خاندان کا سلسلہ سلطنت سلطان علاء الدین سلجوقی تک ختم ہوا جسکو سنہ ۶۹۹ھ میں تاتاریوں نے شکست دی تھی۔ اسی علاء الدین کے مرنے پر سنہ ۶۹۹ھ میں عثمان غازی سلطنت عثمانیہ کا بانی اسکا جانشین ہوا جو سپہ سالار تھا۔

مدرسے سیرن[1] کے بھولے ہم آکر ہند میں
پھل سولی[2] کے ہیں دے کون لاکر ہند میں

بیٹھے ہیں علم و عمل سے جی چرا کر ہند میں
دن بسر کرنے پڑے اب خار کھا کر ہند میں

تو تھا سیدھی راہ پہ یا ہم[3] تھے سیدھی راہ پر
فیصلہ اس کا رہا او ہند اب اللہ پر

رنگ اب دنیا کوئی لائی تو ہم کو کیا خبر
قرص[4] پر آفت نئی ڈھائی تو ہم کو کیا خبر

[1] سیرن افریقہ میں ہے جہاں عقبہ بن نافع فاتح افریقہ نے سب سے پہلے بیت المال سے عام تعلیم کے مدرسے جاری کیے تھے [2] سولی سلطنت اندلس کا شہر جہاں عبدالرحمٰن اموی نے عمدہ نخلستان تیار کیا تھا [3] مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی سوسائٹی کا کچھ اندازہ شاہ بابر کی کتاب سے مل سکتا ہے۔ بابر کو ایشیا اور یورپ دونوں نے سچا اور بہادر تسلیم کیا ہے۔ اُس نے اپنی لائف (سوانح عمری) خود ترکی میں لکھی تھی۔ جسکا ترجمہ خانخاناں نے فارسی میں اور سر ولیم ارسکن نے انگریزی میں کیا۔ وہ ہندوستان کی ناشائستہ حالت جو ۹۳۲ھ میں تھی مختصر طور پر یوں لکھتا ہے "ملک ہند کی لطافت میں کمی واقع ہے۔ نہ یہاں حسن ہے نہ میل جول کا لطف۔ نہ ادراک نہ ادب نہ کرم نہ مروت ہنر ناقص ہیں۔ کاموں میں نہ موزونی ہے نہ خوبصورتی۔ گھوڑے اچھے نہیں۔ گوشت اچھا نہیں۔ انگور۔ خربزہ۔ اور میوے اچھے نہیں۔ نہ برف ہے نہ ٹھنڈا پانی نہ بازاروں میں اچھا کھانا ملتا ہے۔ نہ مدرسے ہیں نہ حمام نہ شمع ہے نہ شمعدان۔ صرف ایک کثیف ڈیوٹی ہے۔ دریاؤں چشموں اور نالوں کے سوا باغات اور مکانات میں آب رواں نہیں عمارتیں نہ صاف ہیں نہ ہوادار نہ خوبصورت نہ سڈول ہیں عوام بالکل ننگے پھرتے ہیں صرف ناف سے نیچے لنگوٹا باندھتے ہیں۔ عورتیں صرف دھوتی باندھتی ہیں آدھی کمر سے لپٹی ہوئی اور آدھی بدن پر"، اس حالت پر غور کرکے مسلمانوں کے زمانے کی حالت پر نگاہ ڈالی جائے جسکی ترقی کے نمونے تاج گنج وغیرہ آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انصاف خود بول اُٹھے تو تعجب نہیں کہ مسلمانوں نے ہندوستان کو جو وحشت کے لباس میں تھا انسانیت کا جامہ پہنایا۔ [4] قرص کا قلعہ جو ترکی کے پاس تھا اور ۱۸۷۸ء کی جنگ کے بعد عہد نامہ برلن کی پابندی سے روس کے تحت میں گیا۔

کچھ بلا اسپین[1] پر آئی تو ہم کو کیا خبر
بیت حمرا[2] پر جمی کائی تو ہم کو کیا خبر

کیا ہوا رومانیا[3] کا حال او تقدیر بول
کیسی ہے رومیلیا[4] کی چال او تقدیر بول

کاش اونسیاں وہ پچھلا کر و فر آئے نہ یاد
وہ عراق[5] اور اُس کی شوکت کا اثر آئے نہ یاد

کارتھاجینا[6] کی وہ شان ظفر آئے نہ یاد
سطوت افریقہ[7] کے قصے مختصر آئے نہ یاد

مصر[8] کو بھولیں ملال آئے نہ دل کے آس پاس
ابن یونس[9] کا خیال آئے نہ دل کے آس پاس

کاش ہم علم و ہنر کی داستاں کو بھول جائیں
ہوں جہاں میں لیکن اعزاز جہاں کو بھول جائیں

علم و فضل اصفہان و قیروان[10] کو بھول جائیں
اُن کو بھولیں یا نہیں ہندوستاں کو بھول جائیں

کاش عباسی[11] فضیلت کو بھلا دے حافظہ

[1] اسپین کو مسلمانوں نے حد سے زیادہ ترقی دی تھی جو اب یورپ میں چھوٹی سلطنت ہے [2] بیت حمرا غرناطہ کے ایوان شاہی کا نام جسکو مسلمانوں نے اس عظمت سے بنایا تھا کہ یورپ کے سیاح اب بھی اس کی سیر بہت دلچسپی سے کرتے ہیں [3] رومانیہ جو ٹرکی کے پاس تھا اور اب الگ آزاد سلطنت ہے [4] رومیلیا جو ٹرکی کے پاس تھا۔ اب نصف بالکل اور نصف بطور گورنری کے بلگیریا کے تحت میں ہے [5] عراق جس میں خلفاے عباسیہ کا دار الخلافت بغداد تھا دجلے کے دونوں طرف یہ ملک واقع ہے [6] کارتھاجینا افریقہ کا نامی گرامی شہر جو حسن بن لغمان کے ہاتھوں فتح ہوا تھا [7] افریقہ جسکو اہل عرب حبش کہتے ہیں۔ [8] مصر جو افریقہ میں ہے [9] علامہ ابن یونس مصری جو مصر میں رصد حاکمی کا صاحب رصد تھا۔ [10] قیروان افریقہ کا مشہور شہر جو مسلمانوں کے عہد میں ایک دار العلم تھا [11] خلفاے عباسیہ کو باعتبار سلطنت اور علم کے جو فضیلت ہے وہ اسلامی سلاطین کے کسی طبقے کو کم ہے۔

کاش ترکی[1] جاہ و حشمت کو بھلا دے حافظہ

وہ نظامیہ[2] کا حسن انتظام آئے نہ یاد
جو بہت چمکا تھا نوریہ[3] کا نام آئے نہ یاد
صاحبیہ[4] کا وہ جوش فیض عام آئے نہ یاد
حشر تک مستنصریہ[5] کا مقام آئے نہ یاد

سلسلہ تعلیم کا چھوٹا تو چھوٹا یا نصیب
آسرا تہذیب کا ٹوٹا تو ٹوٹا یا نصیب

کیا ہوئی تفسیر زاہد[6] اور رازی[7] پر تمام
کیا محمد[8] پر ہوا بس ختم جراحی کا نام
عہد ہاروں[9] پر ہوا کیا علم دیں کا اختتام
فلسفی بننا تھا کیا صرف ایک ماموں[10] ہی کا کام

[1] ترکی سے مراد خاندان عثمانیہ ہے جس کے سلسلے کے ساتویں سلطان محمد خاں ثانی نے بستم جمادی الاول ۸۵۷ھ یعنی ۱۴۵۳ء میں بڑی خونریز جنگ کے بعد قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا۔ اسنے اپنے عہد میں بارہ سلاطین کے ممالک اور دوسو قلعے فتح کیے تھے۔

[2] نظامیہ نظام الملک طوسی کے مدارس جو صفہان۔ ہرات۔ نیشاپور۔ بغداد اور بصرے میں تھے

[3] نوریہ شہر موصل میں نورالدین ارسلاں شاہ کا مدرسہ تھا۔

[4] صاحبیہ قاہرہ میں صفی الدین کا قائم کیا ہوا مدرسہ تھا۔

[5] مستنصریہ بغداد میں خلیفہ مستنصر باللہ کا مدرسہ تھا۔

[6] امام زاہد جن کی تفسیر سو جلدوں میں لکھی گئی۔

[7] امام فخرالدین رازی صاحب تفسیر کبیر۔

[8] حکیم محمد رازی جسنے پہلا عمل جراحی یہ کیا کہ خناق کے بیمار کا حلق چیر کے نلی لگا دی تھی۔

[9] خلیفہ ہاروں رشید عباسی

[10] خلیفہ ماموں رشید عباسی

ابن رشد[۱] اب کون ابن زہر[۲] ہم میں کون ہے
بوحنیفہ[۳] فہم میں سعدی[۴] قلم میں کون ہے

کون یحییٰ[۵] سا فاضل خوش نصیب آخر کہو
کون ہے شیخ الرئیس[۷] ایسا طبیب آخر کہو

کون تم میں عامرہ[۶] سا ہی ادیب آخر کہو
کون ہے عبد الملک[۸] ابن حبیب آخر کہو

کانِ علم اب بھی ہے کیا کوفی[۹] میں گھر گھر کی زمیں
کیا ہے کشاف رموز اب بھی زمخشر[۱۰] کی زمیں

ہو کے مفلس بیٹھے ہم دولت کی کھیتی گوڑ کر
جستجوے علم چھوڑی پانوں اپنے توڑ کر

مُنہ کی کھائیں جس سے کچھ مانگیں کبھی مُنہ پھوڑ کر
گھر کے کونے میں پڑے میدان کوفہ[۱۱] چھوڑ کر

۱ھ حکیم ابن رشد جسنے ارسطو کی کتابوں کو جھاڑا آج سے دوسو برس پہلے اٹلی کی تعلیم گاہوں میں بجاے ارسطو کے اسی ابن رشد کی فلسفہ پڑھائی جاتی تھی ۲ھ ابن زہر اندلس میں دو نامی گرامی حکیم گذرے ہیں ایک عبد الملک ابن زہر جس نے ۵۵۰ھ میں انتقال کیا دوسرا اسی خاندان کا ابوبکر ابن زہر جو نوے ۹۰ برس کی عمر پاکر ۵۵۶ھ میں انتقال کر گیا ۳ھ امام عالیمقام ابوحنیفہ کوفی جسنے گویا فقہ کی جڑ قائم ہوئی ۴ھ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ۵ھ یحییٰ ابن حاکم اندلسی۔ فاضل۔ قابل۔ شاعر۔ پولٹشین ۱۵۶ھ میں پیدا ہوا اور نوے برس کی عمر پاکے ۲۵۰ھ میں اُسنے انتقال کیا ۶ھ ابوالفضل عامرہ بن عبدالرحمن اسپین کا بےمثل فاضل اور ادیب جسنے ۲۳۸ھ میں انتقال کیا ۷ھ شیخ الرئیس بوعلی سینا ۸ھ عبدالملک بن حبیب اندلسی علم وفضل میں وحید عصر جسنے ۲۳۸ھ میں انتقال کیا ۹ھ دار العلم کوفہ جس کی سرزمین سے امام اعظم ابوحنیفہ پیدا ہوئے ۱۰ھ زمخشر خراسان کے شمال میں ملکِ خوارزم کا شہر جو علامہ جار اللہ صاحب تفسیر کشاف کا مولد و مسکن تھا ۱۱ھ میدان سنجار کے بعد میدان کوفہ میں مامون رشید کے حکم سے مہندسینِ اسلام نے جمع ہو کر کرۂ ارض کی پیمائش کی تھی۔

کل تو ہم محنت میں سب سے بڑھکے تھے کاہل ہیں آج
کل تو حل عقدے مجسطی[1] کے لیئے جاہل ہیں آج

کھو گیا کیا علم ڈھونڈھے کوئی پاتا ہی نہیں
کیا ہُنر اب سیکھنے والے کو آتا ہی نہیں

فہم کو کیا نیچہ اب دنیا میں لاتا ہی نہیں
کیا خدا انسان اب ہم کو بناتا ہی نہیں

ذہن جس کا نام ہے شاید زمانے میں نہ ہو
حافظہ شاید خدا کے کارخانے میں نہ ہو

کرتے تھے بڑھ بڑھ کے کل ہم بحر و بر کا انتظام
کل تو تھا آسان ہم کو عمر بھر کا انتظام

آج کر سکتے نہیں کچھ اپنے گھر کا انتظام
آج مشکل ہے پہر یا دو پہر کا انتظام

ہاتھ چلتے ہی نہیں اب کام چلتا ہی نہیں
پانوں چلتے ہی نہیں اب نام چلتا ہی نہیں

کی ترقی اسقدر ہم نے کہ بیدم ہو گئے
ہمپہ کیا بیتی کہ اسبابِ ترقی کھو گئے

منزلیں طے کرتے کرتے تھک کے آخر سو گئے
ہنسنے والے ہنس گئے اور رونے والے رو گئے

لُٹ گئے ہم ہند میں پھوہڑ کے بالوں کی طرح
گھٹ گئے ہم ہند میں اپنے کمالوں کی طرح

آئے مٹنے ہند میں اچھے بھلے کاہیکو ہم
کیوں گرایا تونے او قسمت کھلے کاہیکو ہم

آکے دو دن کے لیے پھولے پھلے کاہیکو ہم
دن نہ تھے سورج نہ تھے چڑھ کر ڈھلے کاہیکو ہم

[1] مجسطی علم ریاضی میں حکیم بطلیموس کی کتاب جسکی شرح خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے کی -

تھا بگڑنا ہی جو بن کر پھر بنے ہم کس لیے
آپ ہی کھائی شکست اتنا تنے ہم کس لیے

ایک دن وہ تھا کہ ہم سارے جہاں میں در[1] رہے
ایک دن وہ تھا کہ اقریطش[2] میں بڑھ چڑھ کر رہے
ایک دن یہ ہو کہ جس جا اب رہے دو بھر رہے
ایک دن یہ ہے کہ سنّاٹا ہی گویا مر رہے

ایک دن وہ تھا کہ ہم گرجے کہیں برسے کہیں
ایک دن یہ ہے کہ ہم روئے کہیں ترسے کہیں

ظلم جب سیکھے تو خلقت ہم سے عاری ہو گئی
سخت ڈانواں ڈول جب نیت ہماری ہو گئی
جبر سے راحت بدل کر بیقراری ہو گئی
منتقل اوروں پہ شانِ تاجداری ہو گئی

تشنگی خلقِ خدا کے خون پینے سے بھلی
سچ تو یہ ہے موت ظالم بنکے جینے سے بھلی

شامت آئی ہم ہوئے آخر عدوئے جانِ عدل
اب کہاں دہلی کہاں دیوانِ خاص[3] و شانِ عدل
جتنی خود رائی بڑھی اُتنا گھٹا سامانِ عدل
ہو گئی آنکھوں کے پلّوں میں سبک میزانِ عدل[4]

قہرِ حق نازل ہوا گم جب دیانت ہمنے کی
چھن گئی ہم سے امانت جب خیانت ہمنے کی

[1] در رہنا غالب رہنا [2] جزیرہ اقریطش جسکو خلیفہ ماموں رشید کے عہد میں ابوحفص اندلسی نے فتح کیا تھا۔ [3] دیوان خاص شاہجہاں کا مشہور محل جو آجکل کے ہوس آف لارڈس کے مثل تھا [4] میزان عدل قلعۂ دہلی کی ایک عمارت جو شاہجہاں کی بنوائی ہوئی ہے اور جسکے کمرے کے ایک دروازے پر سنگ مرمر کی ترازو میزانِ عدل کے نام سے بنی ہے

اب ہمارے واسطے کچھ یوں ہے شامت باڑھ پر
ہر طرف سے ہے خرابی کی علامت باڑھ پر
لیکے دنیا میں جنم ہو جیسے قامت باڑھ پر
کاش آجائے کبھی بحرِ ندامت باڑھ پر

مٹ گئے ہم وہ ہنر وہ علم اور وہ فن گیا
نجم اقبال اس قدر چمکا کہ بجلی بن گیا

باؤلے پھرتے ہیں ہم دن بھر کہیں شب بھر کہیں
چین سے جان آشنا دن بھر نہیں شب بھر نہیں
ناپتے پھرتے ہیں ہم دن بھر زمیں شب بھر زمیں
درد میں دل مبتلا دن بھر حزیں شب بھر حزیں

کچھ بلائیں گھر میں کچھ گھر کے ادھر گھر کے اُدھر
آفتیں کچھ سر پہ کچھ سر کے ادھر سر کے اُدھر

صبر او قسمت کہ تو بن کر بگڑنے ہی کو تھی
جو مصیبت تھی مقدر میں وہ پڑنے ہی کو تھی
کاہلی تو مفلسی کی ڈھول جڑنے ہی کو تھی
بس کے پھر اسلام کی بستی اُجڑنے ہی کو تھی

او خرابی کیا زمانے میں ہیں گھر والے ہمیں
خلق میں او درد ہیں شاید جگر والے ہمیں

علم بچھڑا مال بچھڑا ہم اکیلے رہ گئے
زر کے توڑے اب کہاں گننے کو دھیلے رہ گئے
سب تو بچھڑے مفلسی کے ہم یہ ریلے رہ گئے
تھے جہاں اونچے محل واں چند ڈھیلے رہ گئے

جوشِ دل ہی میں نہیں ہے ہوش سر ہی میں نہیں
چین گھر ہی میں ہمیں کیا ملک بھر ہی میں نہیں

ہو کے اونچے یوں گرے ہم جیسے آندھی کا غبار
چڑھ کے یوں اُترے کہ آیا یاد دریا کا اُتار

بنکے پھر مٹنا ہوا مانند نقشِ پا شعار
بڑھ کے پھر گھٹنے میں کر لی عمر کی چال اختیار

خاک پر یوں گر پڑے ہم جس طرح شبنم گرے
یا ٹپک کر جیسے اشکِ دیدۂ پُرنم گرے

بنکے مٹنے میں ہیں جیسے ہم حباب ایسا نہیں
جیسے ہم ناپائداری میں ہیں خواب ایسا نہیں

بے ثباتی بول اُٹھے خود نقشِ آب ایسا نہیں
مُنہ پہ کہدے آئینہ ہاں ہاں شباب ایسا نہیں

سر نہ چکر کھائے ہم سے بڑھکے ہم بڑھکر رہیں
جسکو چکر ہے اسی سر کی قسم بڑھ کر رہیں

یہ ہے دنیا اس میں لوگ اکثر بنے اکثر مٹے
کیا کہیں منہ سے کہ ہم کیونکر بنے کیونکر مٹے

خلق نے دیکھا اُنھیں جو گھر بنے جو گھر مٹے
اس طرح اہلِ جہاں کمتر بنے کمتر مٹے

لُٹ گئے ہم اور پھر لُٹنے کے قابل ہیں ابھی
گھٹ گئے ہم اور پھر گھٹنے پہ مائل ہیں ابھی

پہلے ہم چمکے جہاں میں اب تو ہم میں کچھ نہیں
زور اب سیر و سیاحت کا قدم میں کچھ نہیں

جیسے بجلی دم میں چمکے اور دم میں کچھ نہیں
کچھ نہیں تحریر کی قوت قلم میں کچھ نہیں

ہم زمانے میں ہوئے بہتر کبھی بدتر کبھی
ناؤ پر گاڑی کبھی ہے ناؤ گاڑی پر کبھی

مہرباں ہے آج کل اکثر جنوں اکثر بلا
رات اور دن کی روش گھر گھر جنوں گھر گھر بلا

ایک قوم اور حد سے کچھ بڑھکر جنوں بڑھکر بلا
سر کے بالوں کی طرح سر پر جنوں سر پر بلا

ہم ہیں غم سے تنگ ہم کو غم سے چھٹکارا نہیں
غم ہے ہم سے تنگ غم کو ہم سے چھٹکارا نہیں

خوار ہیں چاروں طرف ہم مبتذل چاروں طرف
لا رہا ہے ہیچ میں قسمت کا پھل چاروں طرف

ہم کو کانٹے ملتے ہیں اوروں کو پھل چاروں طرف
بیکسی ہی بیکسی ہے آج کل چاروں طرف

اور گرد اکثر بلائیں رہتی ہیں گھیرے ہوئے
چین منہ پھیرے ہوئے عیش منہ پھیرے ہوئے

ایسے اُکتائے کہ جی سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں
جہل سے بس اپنے حق میں آپ بوئے بیٹھے ہیں

دیکھ لینا ایک دن آنکھوں کو روئے بیٹھے ہیں
لائے تھے کل جو ہم اُسکو آج کھوئے بیٹھے ہیں

ہے اُجاڑ افسوس باغِ علم اسلام آج کل
ٹمٹماتا ہے چراغِ علم اسلام آج کل

وہ ترقی کیا ہوئی وہ شان و شوکت کیا ہوئی
ناز کے قابل تھے ہم جس سے وہ دولت کیا ہوئی

وہ امنگیں وہ ترنگیں وہ طبیعت کیا ہوئی
پاک تھی جو بڑھکے زمزم سے وہ نیت کیا ہوئی

کہنے والے جو کہیں کہنے بھی دو کہتے رہیں
قوم والے دُکھ سہیں سہنے بھی دو سہتے رہیں

ہاتھ ہیں ہونے کو دو بیکار ہیں بیکار وہ
علم اور اُس پر عمل دشوار ہیں دشوار وہ

پانوں ہیں کہنے کو دو ناچار ہیں ناچار وہ
بیکسی اور مفلسی آزار ہیں آزار وہ

دونوں پہلو درد کے ہیں درد ادھر درد اُدھر

گال وہ ہیں جن کی رنگت زرد ادھر ہے زرد ادھر

پھرتے ہیں برباد ہم محتاج ہیں گھر گر پڑے
اوس ہم پر پڑ گئی چھت گر پڑی در گر پڑے
اوج تھا سرسبز تھے لیکن زمیں پر گر پڑے
شاخ سے جس طرح پتا خشک ہو کر گر پڑے

ہاتھ بھی ہیں پانوں بھی ہیں ہل نہیں سکتے مگر
پھل تو ہیں پیڑوں میں ہم کو مل نہیں سکتے مگر

اب کسی گنتی میں آئیں اقتدار اتنا نہیں
حسرتیں دل کی نکالیں اختیار اتنا نہیں
لوگ سچا ہم کو سمجھیں اعتبار اتنا نہیں
لڑکھڑانے سے سنبھالے کوئی یار اتنا نہیں

جو اُچھالے اوج تک ہم کو وہ طاقت چل بسی
جسکے چلتے نام چمکے وہ لیاقت چل بسی

پست رہنا چاہیے یا کچھ اُبھرنا چاہیے
کیا ہمیں کچھ فیصلہ اس کا نہ کرنا چاہیے
یاس کہتی ہے اجل کے گھاٹ اُترنا چاہیے
کل کے مرتے آج ہی بے موت مرنا چاہیے

کاہلی سمجھاتی ہے اُٹھنے پہ تم کو ہٹ ہے کیوں
مر کے اُٹھ لینا کسی دن اتنی گھبراہٹ ہے کیوں

خاک اُٹھے کوئی گر دردِ جگر اُٹھنے نہ دے
سر جو تکیے سے اُٹھائے دردِ سر اُٹھنے نہ دے
ناتوانی روک لے دردِ کمر اُٹھنے نہ دے
دل کہے اُٹھنے کو دردِ دل مگر اُٹھنے نہ دے

عیش کا سرمایہ سیلابِ بلا سے بہہ گیا
درد ہی درد اب مسلمانوں کے پلّے رہ گیا

دل ہے تو ہے رات دن بیمارِ غم بیمارِ رنج
جی ہے تو ہے جی کا روگ آزارِ غم آزارِ رنج
بخت کے حصے میں ہے یا بارِ غم یا بارِ رنج
عمر کی قسمت میں ہے انبارِ غم انبارِ رنج

تنگدستی غم کی جڑ ہے تنگدستی رنج کی
ہم سے ہستی غم کی ہے اور ہمسے ہستی رنج کی

کیا بنے ہیں زار اور ناچار ہونے ہی کو ہم
کیا ہیں دنیا میں فقط بیکار ہونے ہی کو ہم
کیا جہاں میں عمر لائے خوار ہونے ہی کو ہم
کیا ہوئے پیدا زمیں پر بار ہونے ہی کو ہم

کیا ہماری ہی دعاؤں سے اثر کو بیر ہے
کیا ہماری ہی تمناؤں سے زر کو بیر ہے

کیا خدا نے سر کیا پیدا پٹکنے کے لیے
کیا زباں بخشی فقط بیہودہ بکنے کے لیے
کیا کلیجے کو بنایا صرف پکنے کے لیے
کیا دیا ہے دل کو سینے میں دھڑکنے کے لیے

کیا ہماری ہی ضرورت سے جہاں میں غم بنا
کیا ہمارے ہی لیے حسرت بنی ماتم بنا

کیا ہمیں ہیں بس بشر دنیا میں او شر کچھ تو سوچ
کیا ہمیں چکّر میں رہنے کو ہیں چکّر کچھ تو سوچ
کیا ہمیں ہیں ظلم کو چرخِ ستمگر کچھ تو سوچ
کیا ہمیں ہیں یوں مٹانے کو مقدر کچھ تو سوچ

دل کو دردِ دل کا دُکھ ہے سر کو دردِ سر کا دُکھ
دل کو دنیا بھر کا دُکھ سر کو خدائی بھر کا دُکھ

عقل میں تاثیرِ جہل اب ہے کہاں تاثیرِ علم
روبرو تصویرِ جہل اب ہے کہاں تصویرِ علم

فکرِ تدبیرِ جہل اب ہے کہاں تدبیرِ علم
قوم کو توقیرِ جہل اب ہے کہاں توقیرِ علم

خاک ہو آرام ہے آزار ادھر آزار اُدھر
بیچ میں اسلام ہے ادبار ادھر ادبار اُدھر

بیکس آخر یہ مسلماں کب ہوئے کیونکر ہوئے
آئی کون آفت پریشاں کب ہوئے کیونکر ہوئے
کیا پڑی افتاد حیراں کب ہوئے کیونکر ہوئے
کب ہوئے سرگشتہ ہاں ہاں کب ہوئے کیونکر ہوئے

راہِ حق سے جب ہٹے تب سر پہ شامت آگئی
کیا قیامت ہے کہ جیتے جی قیامت آگئی

اب تو بندے ہیں خدا کے گھر سے مُنہ پھیرے ہوئے
وہ کلامِ خالقِ اکبر سے مُنہ پھیرے ہوئے
مذہبِ اسلام ہی کے در سے مُنہ پھیرے ہوئے
یہ حدیثِ پاک پیغمبر سے مُنہ پھیرے ہوئے

سر جُھکے رہتے تھے سجدوں میں اب جُھکتے نہیں
دل رُکے رہتے تھے جو عیبوں سے اب رُکتے نہیں

اب تو رنگِ مے پرستی کوئی ہم سے سیکھ جائے
اب تو طرزِ تنگدستی کوئی ہم سے سیکھ جائے
اب تو شغلِ فاقہ مستی کوئی ہم سے سیکھ جائے
اب تو فکرِ راہِ پستی کوئی ہم سے سیکھ جائے

اب تو ہم ہیں اوج کے انداز کو بھولے ہوئے
اب تو ہم ہیں مرد اور شیراز کو بھولے ہوئے

اب تو ان آنکھوں نے سیکھا خوب رونا رات دن
اب تو ہم ہیں اور اُجڑے گھر کا کونا رات دن
اب تو اس تقدیر میں ہے خوش بھونا رات دن
اب تو تن ہے اور گدڑی کا بچھونا رات دن

اب تو دُکھ ہے اور دُکھ ایسا کہ کٹتا ہی نہیں
اب تو غم ہے اور غم ایسا کہ ہٹتا ہی نہیں

جہل تھا وحشت کے قابل جس سے وحشت اب نہیں
عیب تھا نفرت کے قابل جس سے نفرت اب نہیں

علم تھا عزت کے قابل جس کی عزت اب نہیں
مکر تھا حیرت کے قابل جس پہ حیرت اب نہیں

عار کے لائق حسد تھا پہلے اب وہ خوب ہے
کینہ ہم لوگوں میں بد تھا پہلے اب مرغوب ہے

تھے کبھی وہ دن کہ تھا مہماں نوازی کا خیال
اب اگر کچھ ہے تو ہاں ہے فتنہ سازی کا خیال

تھے کبھی وہ دن کہ تھا دینِ حجازی کا خیال
گنجفے کی تاش کی چوسر کی بازی کا خیال

فعل جو جائز نہ تھا جائز ہوا ہے آج کل
کھیل بائیں ہاتھ کا گویا جُوا ہے آج کل

غم نہیں کچھ دل جو ہے غمناک، تو یونہی سہی
جسم پر میلی ہوئی پوشاک تو یونہی سہی

بدلے نعمت کے ہی مُنہ میں خاک تو یونہی سہی
وہ بھی چھلنی سی جو ہے صد چاک تو یونہی سہی

جہل ادہر آیا اُدھر آئی تباہی کیا کریں
سر منڈاتے ہی پڑے اولے الٰہی کیا کریں

بھیک سے افلاس کی حالت بدل سکتی نہیں
بیکسی میں قوم کوئی چال چل سکتی نہیں

ٹوٹکوں سے موت کو ٹالو تو ٹل سکتی نہیں
جسم سے جب جان نکلی نبض اُچھل سکتی نہیں

سب نے چھوڑا ساتھ کاش او صبر تو ہی مان لے

ہم تجھے پہچان لیں اور تو ہمیں پہچان لے

ان کو چادر تن چھپانے کے لیے ملتی نہیں
پیٹ بھر روٹی بھی کھانے کے لیے ملتی نہیں
اُن کو کملی تک بچھانے کے لیے ملتی نہیں
فیس لڑکوں کے پڑھانے کے لیے ملتی نہیں

بیحیائی کا یہ جینا اے خدا کتنے دنوں
فاقہ کش کب تک بلا میں مبتلا کتنے دنوں

چار پیسے مانگ لائیں گھر کا دھندا تب چلے
مانگے جانچے کام کبتک دیس میں یارب چلے
اسکے صدقے دن چلے اور اُسکے صدقے شب چلے
رحم کر تو ورنہ دنیا سے مسلماں اب چلے

ہم نہیں کہتے کہ ہم کو ساری دنیا ہی ملے
ہم سے جتنا چھن گیا ہی صرف اُتنا ہی ملے

کیا یہ سمجھے تھے کہ ہم یوں ناتواں ہو جائینگے
بے قلم ہو جائینگے ہم بے زباں ہو جائینگے
سب ہمارے کارنامے بے نشاں ہو جائینگے
مفت میں علم و عمل سب رائیگاں ہو جائینگے

کیا یہ سمجھے تھے جہاں میں چند دن کی ساکھ ہی
چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا پاکھ ہی

خود مزاج اپنا نہ جانیں اب تو حکمت ہے یہی
رات دن چکر رہے ہم کو سیاحت ہے یہی
کوڑیوں کے مول ہی عزت تجارت ہے یہی
آئینے میں مُنہ کو دیکھیں علمِ ہیئت ہے یہی

کوئی گردن ناپ دے علمِ مساحت ہی تو یہ
اپنے حق میں بوئیں ہم کانٹے فلاحت ہی تو یہ

سر کا زانو سے اُٹھانا بس یہ ہے جرِّ ثقیل
اپنی صورت کا نظارہ سیرِ دنیا کی سبیل

جہل سے مذہب پہ ہنسنا فلسفیہ کی دلیل
اخ حباب بحرِ احمر مانگ موجِ رودِ نیل

کان افلاطوں کے کاٹیں لکھ نہ آئے نام تک
قوشجی[۱] پر چوٹ فہم اپنا نہ پہونچے بام تک

رات دن خلقت ہی شر میں راتدن خلقت میں شر
رات دن زحمت ہے ڈر کی رات دن زحمت کا ڈر

رات دن گھر میں ہے جھگڑا راتدن جھگڑے میں گھر
رات دن چکر ہی سر میں راتدن چکر میں سر

دل ہی دکھ میں دُکھ ہی دل میں جان پائے چین خاک
ہم ہیں غم میں غم ہی ہم میں ہاتھ آئے چین خاک

پی کے مے رستے میں ہم کو لڑکھڑانا فخر ہے
دین کا دولت کا عزت کا مٹانا فخر ہے

کرکے وعدہ ایک پل میں بھول جانا فخر ہے
گالیاں کھانا بھلا ہے مار کھانا فخر ہے

ہتکھنڈے سارے بُرے چالیں بُری باتیں بُری
کیا بُرا جینا ہے جسکے دن بُرے راتیں بُری

یہ ادھر پیتے ہیں چانڈو وہ اُدھر پیتے ہیں بنگ
ان میں ہے بے سود حجت اُن میں ہے بیکار جنگ

یہ لڑاتے ہیں بٹیر اور وہ لڑاتے ہیں پتنگ
انکے چلتے گھر میں آفت اُنکے مارے خلق تنگ

ان کی خو ناقص تو اُن کی مت نرالی دیکھیے
ان کو بے پروا تو اُن کو لااُبالی دیکھیے

[۱] علامہ قوشجی۔

چلتی ہے لطف و محبت کی ہوا دو چار دن
خوش اگر دو چار دن ہیں تو خفا دو چار دن

آشنا رہتے ہیں باہم آشنا دو چار دن
باوفا دو چار دن ہیں بے وفا دو چار دن

کیا دورنگی ہے کہ ہے گویا طبیعت دھوپ چھانوں
بلکہ رنگت کے تغیر سے ہے صورت دھوپ چھانوں

جہل کی حد بیخودی کی انتہا کچھ بھی نہیں
جھوٹی باتیں خوب سُن لو مدعا کچھ بھی نہیں

قوم پر آئی بلا فکرِ بلا کچھ بھی نہیں
ڈھول کے اندر ہے پول اسکے سوا کچھ بھی نہیں

ولولے جیبوں کے بس جی میں رہیں جو ہو سو ہو
اپنی پانچوں اُنگلیاں گھی میں رہیں جو ہو سو ہو

دو میں رنجش ہو تو ہم اُن کو لڑا دیں اور بھی
گر رہا ہو گھر جو مفلس کا تو ڈھا دیں اور بھی

آگ بھڑکی ہو تو فتنے کی ہوا دیں اور بھی
جو گرے کچھ ٹھوکریں اُسکے لگا دیں اور بھی

کوئی مارے دُکھ کے روئے اُنھ بلا سے ہم کو کیا
کوئی جی فاقوں سے کھوئے اُنھ بلا سے ہم کو کیا

یہ اُسے دے گالیاں اور وہ اسے دے گالیاں
کچھ جو پلّے ہو تو ہوں ہم بزم گانے والیاں

یہ اُڑائے قہقہہ اور وہ بجائے تالیاں
اسکو دیں سونے کے کنگن اسکو پتّے بالیاں

قوم کا جب نام آئے کچھ نہ دیں مفلس بنیں
خیر سے بہرے بنیں گونگے بنیں بے حس بنیں

ہم ہیں غافل گردشِ ایام کی پروا نہیں
صبح کی پروا نہیں کچھ شام کی پروا نہیں

کام کی پروا نہیں ہے نام کی پروا نہیں
قوم کی پروا نہیں اسلام کی پروا نہیں

سلسلہ توقیر کا ٹوٹا تو ٹوٹا ہی رہے
حوصلہ تدبیر کا چھوٹا تو چھوٹا ہی رہے

کب سُنے کہیے تو مجبوروں کے حالات آپ نے
بھیک ہی دیدی تو گویا کی بڑی بات آپ نے
کس غرض والے سے کی ہنسکر ملاقات آپ نے
گور پر حاتم کے بڑھکر ماردی لات آپ نے

شکل سائل دیکھ کر بھوں پر شکن پڑنے لگی
آگیا غصہ نظر بدلی زباں لڑنے لگی

لوگ آخر خوار کیونکر ہوتے ہیں یوں جیسے ہم
وقت دنیادار کیونکر کھوتے ہیں یوں جیسے ہم
بیکس و ناچار کیونکر روتے ہیں یوں جیسے ہم
رات دن بیکار کیونکر سوتے ہیں یوں جیسے ہم

کس طرح چھایا ہے ہم پر غم یہ ہم سے پوچھیے
مرتے ہیں بے موت کیونکر ہم یہ غم سے پوچھیے

مال و دولت کے لیے اکثر کو تاکا لے لیا
دم پہ گر عورت چڑھی زیور کو تاکا لے لیا
اہل زر پر جال ڈالا زر کو تاکا لے لیا
ہے اگر بیکس پڑوسی گھر کو تاکا لے لیا

اسکو موسا اُسکو لوٹا دے کے جُل چلتے ہوئے
گھاٹ پر تنکا نہ چھوڑا اے کے گُل چلتے ہوئے

کچھ ملے ہی گا چلو محتاج خانے ہی سہی
خیر جی جھوٹی گواہی کے بہانے ہی سہی
ایک روٹی ہی سہی تھوڑے سے دانے ہی سہی
کیا حلف کچھ بوجھ ہے دو چار آنے ہی سہی

لو مسافر بن کے کچھ قصدِ وطن کے نام سے
گھر میں مُردہ کہہ کے کچھ اینٹھو کفن کے نام سے

کم نہیں پتھر سے یوں کانوں کو نام افلاس کا
خرچ کی کثرت سے منگنی ہے سلام افلاس کا

لو خود کرتے ہیں لیکن اہتمام افلاس کا
بیاہ شادی خیر سے پورا پیام افلاس کا

کُھل گئے توڑوں کے منہ کچھ غم نہیں ہے زر مٹے
آبرو چاہے مٹے دنیا میں چاہے گھر مٹے

دس کی آمد بیس کا ہے خرچ پھر کیونکر بنے
کیمیا کی چاٹ میں گو بے وقوف اکثر بنے

کیمیا سیکھیں تو گھر میں بیٹھے بیٹھے زر بنے
جس نہیں اسپر بھی کچھ کنکر بنے پتھر بنے

جال دم دھاگے کا ڈالا اس نے زیور لے اُڑا
اُسنے آکر چال کی چکما دیا زر لے اُڑا

کیمیا یورپ میں کیا ہے بے خبر واقف نہیں
نام کس شے کا ہے صنعت قوم بھر واقف نہیں

کس طرح بنتی ہیں سب چیزیں نظر واقف نہیں
ہے ضرورت واقفیت کی مگر واقف نہیں

اسقدر لوہے کی کیوں قیمت ہے اس کی کیا خبر
کسقدر اسٹیم میں طاقت ہے اس کی کیا خبر

سیر سے مطلب تجارت سے غرض کیا ہے یہاں
ہو جو استغنا تو گھر میں لطف دنیا ہی یہاں

بیٹھے بیٹھے مہ جبینوں کا تماشا ہے یہاں
من جو چنگا ہو کٹھوتی ہی میں گنگا ہے یہاں

خود مٹے بدنام کیوں ناحق زمانا ہو گیا

اونگھتے کو ٹھیلتے کا اک بہانا ہو گیا

رات دن غم رات دن آزار اب کیسی بنے
رنج ہر دم ہر گھڑی ادبار اب کیسی بنے

آنکھ پر نم اور دلِ بیمار اب کیسی بنے
گھٹ گئے ہم بڑھ گئے اغیار اب کیسی بنے

وضع ہے تو لااُبالی عقل ہے تو سر سے دُور
جیب ہے تو زر سے خالی ہاتھ ہی تو زر سے دُور

گھر سے باہر دون کی لیں گھر میں کھائیں ساگ ہم
فاقہ مستی میں بھی کیا کیا لا رہے ہیں راگ ہم

کوئی سمجھائے تو ہوں غصے کے مارے آگ ہم
بس لنگوٹے ہی میں اپنے کھیلتے ہیں پھاگ ہم

کاہلی اخترؔ نہ کوئی راگ لائے تو سہی
ناچ تگنی کا نہ مجبوری نچائے تو سہی

قوم والے لیٹے ہیں غافل اُبھرتے ہی نہیں
فائدہ جس گھاٹ ہو اُس گھاٹ اُترتے ہی نہیں

ایسے بگڑے ہیں کہ بد قسمت سنورتے ہی نہیں
پڑ گئی پھوٹ اتفاق آپس میں کرتے ہی نہیں

جس طرف کی تان سُنیئے اِک نرالا راگ ہے
شوقؔ اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہے

روئیں کیوں ہم قوم اگر دنیا میں ہمت ہی کرے
کیوں مرے فاقوں جو حاصل کوئی دولت ہی کرے

کاہلی کا داغ مٹ جائے جو محنت ہی کرے
نوکری جسکو نہ ہاتھ آئے تجارت ہی کرے

عقل کے پیچھے پڑے ہیں ہم تو پنجے جھاڑ کے
یاں عقیدہ ہی خدا دیتا ہے چھپر پھاڑ کے

گھیرے ہے جوشِ تعصب کون سمجھائے کسے
قوم تو غافل ہے دنیا کوئی دکھلائے کسے
باولے لاکھوں ہیں کوئی راہ پر لائے کسے
بے پڑھے علم اور بے سیکھے ہنر آئے کسے
جہل پھیلا ہے یہ آفت ڈھا ہی جائے گا حضور
دودھ ہونٹوں پر چھٹی کا آ ہی جائے گا حضور

چل نہیں سکتے ہیں پیشے پیشہ ور ناداں ہیں
لندن اور پیرس کی ان کو کیا خبر ناداں ہیں
بنتے ہیں تاجر تجارت سے مگر ناداں ہیں
گھر کے گھر جاہل پڑے ہیں گھر کے گھر ناداں ہیں
دن کو بھولیں شب کی چالیں اور شب کو بھولیں دن کی چال
خاک ہو پھر ایسے نادانوں کو یاد انجن کی چال

جہل سے آئی ہے مذہب پر تباہی آج کل
چشمِ بد دور اوج پر ہے بدنگاہی آج کل
ہے گناہوں میں شمارِ بے گناہی آج کل
گیروے کپڑوں پہ ہے اعزازِ شاہی آج کل
قبر کا سجدہ عبادت ہے زمانے کے لیے
بت پرستی دین ہے دنیا کمانے کے لیے

ہو کے حاجی زمزمی دینے کو لاتا ہے کوئی
کہہ کے فاضل اپنا اعلیٰ حق جتاتا ہے کوئی
لے کے اک کنٹھا مجاور بن کے آتا ہے کوئی
پیرزادہ بنکے روٹی مانگ کھاتا ہے کوئی
کچھ لکیریں کھینچ لیں کاغذ پہ عامل بن گئے
سہل لٹکا ہے کہ ہو، حق کر کے کامل بن گئے

علم تھا کیا پیشتر جہلِ مرکب ہی کا نام
دین تھا دنیا میں کیا دنیا کے مطلب ہی کا نام

کیا تصوف تھا خلافِ شرعِ مذہب ہی کا نام
اِن دنوں کی طرح کیا صوفی تھا لبلب ہی کا نام

کیا جنید اور شیخِ اکبر صوفیِ کامل نہ تھے
کیا غزالی اور بسطامی کچھ اہلِ دل نہ تھے

حکم ملّا کا ہے ہم کو خوار رہنا چاہیے
بس تعصب کے لیے طیّار رہنا چاہیے
علم دنیا سے بہت بیزار رہنا چاہیے
کچھ نہ کرنا چاہیے بیکار رہنا چاہیے

مانگے جانچے کچھ نہ کچھ تکلیف گھٹ ہی جائیگی
دن گذر ہی جائیں گے اور عمر کٹ ہی جائیگی

دین کی عزت کا کھونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟
آبرو سے ہاتھ دھونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟
رات دن فاقوں سے رونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟
بیکس اور محتاج ہونا ہی تو ہے اسلام کیوں؟

تیرہ بختی کیا گھٹا اللہ کی رحمت کی ہے؟
مفلسی دنیا کی کیا کنجی درِ جنت کی ہے؟

کفر کے فتوے کا ڈر ہی کھوے جنت کوئی کیوں
شرطِ ایماں مفلسی ہی چاہیے دولت کوئی کیوں
علم دنیا پڑھ کے لے دنیا کی عزت کوئی کیوں
جائے کیوں وشنگٹن کو سیکھے صنعت کوئی کیوں

علمِ یورپ کفر ہے اور منطقِ یوناں درست
ہنسکے چپکے سے کہے دیتے ہیں ہم بھی ہاں درست

شان شہزادوں کی دیکھو تو نرالی ہی ملے
عقل اُلٹی ہے تو حالت لااوبالی ہی ملے
وقت سی شئے کو طبیعت کھونے والی ہی ملے
علم یا اخلاق یا فن سب سے خالی ہی ملے

جہل ہے انکے گھروں میں چھاؤنی ڈالے ہوئے
ہیں یہ غافل کاہلی کی گود کے پالے ہوئے

سر ہو اور ٹوپی ہو بانکی سر کا حاصل ہے تو یہ
در سے آئے جائے رنڈی در کا حاصل ہے تو یہ

زر سے پیدا ہو خرابی زر کا حاصل ہے تو یہ
گھر میں ہو ناچ اور گانا گھر کا حاصل ہے تو یہ

لب ہوں اور دن بھر ہنسی ہو حاصلِ لب ہے یہی
شب کو بزمِ مے کشی ہو حاصلِ شب ہے یہی

رات دن ارمانِ راحت رات دن ارمانِ عیش
تن اِدھر خواہانِ راحت دل اُدھر خواہانِ عیش

اس طرف سامانِ راحت اُس طرف سامانِ عیش
راحت انکی جانِ راحت عیش انکا جانِ عیش

تو حسینوں کے تلوں کی تل اگر گالوں میں ہیں
انکا دل گھونگھر میں ہے گھونگھر اگر بالوں میں ہیں

تھا چلن ٹکسال باہر جس سے دولت اُڑ گئی
کل چڑھی کچے گھڑے کی آج نخوت اُڑ گئی

پر لگے غیرت کے آخر گھر سے غیرت اُڑ گئی
قرض کی ڈگری کے ڈر سے منہ کی رنگت اُڑ گئی

بگھیوں پر جو نظر آتے تھے کل اکڑے ہوئے
آج چپ چپ بیٹھے ہیں کونے میں سر لٹکے ہوئے

رہتے ہیں نواب دن اور رات ہنستے کھیلتے
کون کچھ سوچے کٹے اوقات ہنستے کھیلتے

چال ہنستے کھیلتے ہے بات ہنستے کھیلتے
گذرے جاڑا گرمی و برسات ہنستے کھیلتے

علم کی چھاؤں آ نہیں سکتی گھروں کے آس پاس

عقل پر رستا پا نہیں سکتی سروں کے آس پاس

یا د جو تدبیر ہے وہ زر کے کھونے ہی کی ہے
راہ جو چلتے ہیں وہ بدنام ہونے ہی کی ہے
فکر جتنی ہے وہ عزت کے ڈبونے ہی کی ہے
یوں ہنسیں بے شرم بنکر بات رونے ہی کی ہے

پھاگ کھیلیں اور دنادن بوتلوں کے کاگ اُڑیں
قوم ادھر روئے ادھر اُنکے گھروں میں راگ اُڑیں

باپ کے مرنے پہ دولت ہاتھ آئی کُھل پڑے
پیچ وہ سیکھے کہ جن کے پیچ میں کاکُل پڑے
خوب عیاشی پہ ٹوٹے میکشی پر تل پڑے
سیج پر رہنے لگے معشوق مثلِ گُل پڑے

بھائی ہر دن رات اب کانوں کو سرگم کی صدا
رہتی ہے گونجی ہوئی کمروں میں چھم چھم کی صدا

اچھے اچھے مال ہیں پیش نظر آئے ہوئے
چھوٹے چھوٹے خال ہیں آنکھوں میں جا پائے ہوئے
گورے گورے گال ہیں چاہت کو چمکائے ہوئے
لمبے لمبے بال ہیں گردن میں بل کھائے ہوئے

ترچھی ترچھی چتونیں ہیں تیر دل کے واسطے
پتلی پتلی اُنگلیاں شمشیر دل کے واسطے

ہیں الگ شائستگی سے کچھ زمیندار انکے ڈھنگ
کل اگر اُس سے بگھیڑا تھا تو آج اس سے ہی جنگ
پڑگئی ہے ان کی گھٹی میں جہالت کی ترنگ
راہ والے انسے عاجز گانوں والے انسے تنگ

کچھ نہیں لکھنے سے مطلب کچھ نہیں پڑھنے سے کام
انکو بدنامی کے جھنڈے پر فقط چڑھنے سے کام

کم ازل سے عقل کی مقدار ہے انکے لیے
کہتے ہیں تہذیب جسکو عار ہے انکے لیے

خود سبک ہوں علم لیکن بار ہے انکے لیے
آدمیت ہر طرح دشوار ہے انکے لیے

بیجو اسی ہوتی ہے پیدا انھیں کے دیس میں
آتی ہے وحشت جنم لیکر انھیں کے بھیس میں

فتنے ہیں دھونی رمائے در پہ لیکن کیا خبر
چھائیں ذلّت کی گھٹائیں گھر پہ لیکن کیا خبر

شامتیں منڈلا رہی ہیں سر پہ لیکن کیا خبر
پڑ گیا آفت کا ڈاکا زر پہ لیکن کیا خبر

جہل اگر جاتا نہیں اچھا نہ جائے غم نہیں
ہوش اگر آتا نہیں اچھا نہ آئے غم نہیں

بے خبر ہیں کچھ زمانے کی خبر گویا نہیں
اہلِ زر ہیں اور پھر بھی اہلِ زر گویا نہیں

بے ہنر رہتے ہیں کار آمد ہنر گویا نہیں
ہیں بشر لیکن جہالت سے بشر گویا نہیں

کام کرنے کو پڑے ہیں کام کی گھاتیں کہاں
نام کہنے کو بڑے ہیں نام کی باتیں کہاں

جاتے ہیں یورپ کو جو تعلیم پانے کے لیے
جو گئے وہ لے گئے آنکھیں چُرانے کے لیے

بنتے ہیں تصویر عبرت کی زمانے کے لیے
صبر صدقے کے لیے دل ناز اُٹھانے کے لیے

دل کسی نازک کلائی کی لچک نے لے لیا
بچ گیا اُس سے تو گالوں کی چمک نے لے لیا

جو کمر لچکی لچک کر دل کو جھٹکا دے گئی

ہاں نہیں پر جنبشِ سر دل کو جھٹکا دے گئی

ہل گئی گردن ستمگر دل کو جھٹکا دے گئی
کُھل گئی جعدِ معنبر دل کو جھٹکا دے گئی

چلبلا پا پایا جسے اُس نازنیں کے ہو رہے
پھنس گئے گھونگھر میں زلفِ عنبریں کے ہو رہے

آنکھ قہر اُس پر ادا بانکی نظر کی اور قہر
بال سامانِ بلا پھر مانگ سر کی اور قہر

چال آفت اُس پہ پھر جنبش کمر کی اور قہر
پیٹھ کی چھب اُس پہ چوٹی ہاتھ بھر کی اور قہر

بجلیاں ظالم ادائیں آدمی کی جان کو
پتلیاں کافر بلائیں دین کو ایمان کو

یہ ادھر طالب کسی شے کے ہے وہ خواہاں اُدھر
قول اِدھر وعدہ اُدھر ہے عہد ادھر پیماں اُدھر

ہاتھ ادھر اک شوخ کے پنجے میں ہے داماں اُدھر
منہ اُدھر تو ہاں ادھر ہے منہ ادھر تو ہاں اُدھر

ایک اٹھلاتی ہے کہتی ہے مرے گھر کو چلو
دوسری کہتی ہے او پیارے تھیٹر کو چلو

تملائے انکھڑیوں کی خوشنمائی پر بہت
بھاگ کھیلے باپ دادا کی کمائی پر بہت

کھائے رخساروں پہ گل ریجھے کلائی پر بہت
کھو کے ایماں آئے حملے میں خدائی پر بہت

پی جو مے لسبن کی سیدھی راہ سے مُنہ پھر گیا
باپ ماں کا ذکر کیا اللہ سے منہ پھر گیا

حکمت اب دھوکے کی ٹٹی ہے کمانے کے لیے
ہیں حکیم اہلِ مرض کی جان کھانے کے لیے

موت اس گھونگھٹ میں آتی ہے بُلانے کے لیے
اور زبان ان کی کلیجا چاٹ جانے کے لیے

ہاتھ ادھر ہے نبض پر تو جیب پر آنکھیں اُدھر
لب ادھر باتونہیں ہیں جو پائے زر آنکھیں اُدھر

تجربہ تقلید کی حد میں سمٹ کر رہ گیا
رشتہ آگے کی ترقی کا جو کٹ کر رہ گیا

علم جو دریا تھا اک چشمہ وہ گھٹ کر رہ گیا
دفترِ طرزِ عمل بالکل پلٹ کر رہ گیا

وحی سمجھے ہیں اطبّا شیخ کے ارشاد کو
کیا مقید کر دیا قانون نے ایجاد کو

پوچھیے کیمسٹری کی تو خبر کچھ بھی نہیں
ہیں تو آنکھیں علم پر لیکن نظر کچھ بھی نہیں

سرجری گو جزوِ حکمت ہے مگر کچھ بھی نہیں
تجربہ حکمت کا قصہ مختصر کچھ بھی نہیں

رگ نہ جانیں یہ نہ پٹھا مدعی حکمت کے ہیں
ہم تو قائل چشمِ بد دور ایسی اُلٹی مت کے ہیں

ان ہیں ساحل پر ہوا کا بار کیا جانے کوئی
حال سیرِ کوکب سیّار کیا جانے کوئی

جزر و مدِ بحر کے آثار کیا جانے کوئی
رفعتِ خورشید کی مقدار کیا جانے کوئی

دہر کے علمِ حوادث پر نظر ان کو نہیں
رنگ کتنے ہیں دھنک میں کچھ خبر ان کو نہیں

سرد کیوں ہے برف جم جاتی ہے کیونکر کیا خبر
تیز اور دھیمی ہوا آتی ہے کیونکر کیا خبر

اُٹھتی ہے کیونکر گھٹا چھاتی ہے کیونکر کیا خبر
روشنی دنیا کو چمکاتی ہے کیونکر کیا خبر

چاند کیا ہے برق کیوں ہے ضَو فگن کیا چیز ہے

آسماں کیا ہی زمیں کیا ہے زمیں کیا ہی گہن کیا چیز ہے

اس سے کیا حکمت کو مطلب کیوں دن کیوں رات ہے
رات دن گھٹتے ہیں اور بڑھتے ہیں کیا بات ہے

چاند سورج کی چمک بالعکس یا بالذات ہے
کیوں ہی جاڑا کیوں ہی گرمی اور کیوں برسات ہے

ہے کہاں علم نباتات اب ہماری قوم میں
کون اڈنسن[1] ہے مسلمانوں کی ساری قوم میں

ایشیائی شاعری انسان کو اک روگ ہے
دین کو پیغمبروں کی شان کو اک روگ ہے

مفت میں دل کو جگر کو جان کو اک روگ ہے
کعبے کو اک روگ ہے ایمان کو اک روگ ہے

عقل سے جو ہٹکے کوسوں جا پڑا شاعر بنا
جو بڑا جھوٹا بنا گویا بڑا شاعر بنا

توبہ توبہ بن گئے مرتد مسلماں پھر بھی ہیں
جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں پابندِ ایماں پھر بھی ہیں

پھر گئے اسلام سے دیندار ہاں ہاں پھر بھی ہیں
کہتے ہیں چھیے کو قرآں اہلِ قرآں پھر بھی ہیں

شیخ پر آفت ہی ڈاڑھی ان سے بچ سکتی نہیں
یہ نہ پی لیں مے تو پھر ساقی کو بچ سکتی نہیں

زلف کو ناگن جو یہ کہتے ہیں ناگن ہی تو ہے
گرچہ قد چھوٹا ہے لیکن سروِ گلشن ہی تو ہے

گو نہیں روشن مگر رخ مہرِ روشن ہی تو ہے
آٹھ انگل کی زباں اک برگِ سوسن ہی تو ہے

یار جھوٹا پیار جھوٹا وصل کی باتیں غلط

[1] فرانس کا ایک مشہور عالم نباتات۔

عشق کا آزار جھوٹا ہجر کی راتیں غلط

او مقدر پہلے یوں کب تھا غضب کب تھا ستم
اُف ری قسمت کی بدی یہ کیا غضب کیا ستم

ابتو ہر دم ہر گھڑی دونا غضب ہونا ستم
سب ہیں اچھے ہم بُرے ایسا غضب ایسا ستم

قوم گھٹ کر پھر بڑھائے نام کو تو سیر ہے
صبح کا بھُولا جو آئے شام کو تو خیر ہے

ہمت اور دل ہو تو تحصیل ہنر مشکل نہیں
چیز حاصل کرنے کی دولت ہی گو حاصل نہیں

ہاں یہ مشکل ہے کہ اب ہمت نہیں ہے دل نہیں
تم ہو قابل ہونے کے قابل مگر قابل نہیں

فکر عزت کی نہ ہو تو ذکر پھر بیکار ہے
ذکر اگر آسان ہے تو فکر کیوں دشوار ہے

جہل کیوں مرغوب ہے معیوب ہو بس شر ہی یہ
زر نہیں مطلوب کیوں محبوب ہو زیور ہی یہ

علم کیوں معیوب ہے مرغوب ہو جوہر ہی یہ
فن نہیں محبوب کیوں مطلوب ہو بہتر ہی یہ

دوڑ کر کیا آئے اوج انساں اگر خواہاں نہو
ہاں یہ مشکل ہے کہ ہو خواہاں مگر انساں نہو

علم ساتھ آنکھوں کے دنیا میں ہو محنت تن کیساتھ
چاہیے انسان کو اس طرح چلنا فن کے ساتھ

یہ نہیں تو زر کو اُلفت خاک ہو دامن کیساتھ
جس طرح دھاگا زمانے میں چلے سوزن کے ساتھ

پڑھ کے فاضل کوئی ہو تو لکھے ہو منشی کوئی
کوئی بی اے کوئی ایم اے ہو تو ال ال ڈی کوئی

یا الٰہی ہر مسلماں علم سے مانوس ہو
کوئی ہو بقراط[3] ہم میں کوئی بطلیموس[4] ہو

جو بشر ہو وہ محقق[1] جو جگہ ہو طوس[2] ہو
کوئی ملٹن[5] کوئی سولن[6] کوئی جالینوس[7] ہو

بنکے چاسر[8] اور لٹن[9] نکلیں مسلماں سیکڑوں
ابن صائغ[10] سیکڑوں ہوں اور دوناں سیکڑوں

ہو غزالی[11] کوئی رازی[12] کوئی تو لوتھر[13] کوئی
کوئی اقلیدس[17] کوئی سقراط[18] ہو کوپر[19] کوئی

کوئی سحباں[14] ہو کوئی سعدی[15] ہو تو ہومر[16] کوئی
کوئی زینو[20] کوئی سافرٹس[21] ہو تو ٹیلر[22] کوئی

چند فیثاغورس[23] اپنے وقت کے بیکن[24] ہوں چند
چند اگر باتجلی[25] ہم میں ہوں تو نیوٹن[26] ہوں چند

۱ خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ۲ طوس مشہد کا قدیم نام ۳ بقراط یونان کا حکیم ۴ بطلیموس یونان کا حکیم ۵ ملٹن یورپ کا مشہور شاعر ۶ سولن افلاطون کا نانا یونان کا حکیم ۷ جالینوس یونان کا حکیم ۸ چاسر یورپ کا بہت مشہور شاعر ۹ لارڈ لٹن انگلینڈ کا مشہور ناولسٹ ۱۰ ابن صائغ عامہ ابوبکر محمد بن یحییٰ ابن ماجہ الاندلسی ملقب بہ ابن صائغ۔ حکیم وقت۔ حافظ۔ موسیقی میں کامل جسنے باختلاف روایات ۵۲۵ھ یا ۵۳۳ھ میں انتقال کیا ۱۱ امام ابو حامد محمد غزالی ۱۲ امام ابوبکر رازی جنکا انتقال ۳۲۰ھ میں اور امام فخر الدین رازی جنکا انتقال ۵۲۴ھ میں ہوا ۱۳ جرمنی کا رہنے والا مذہب کا جلیل القدر پیشوا ۱۴ عرب کا مشہور فصیح شاعر جو زمانہ نبوت میں تھا ۱۵ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ۱۶ ہومر یونان کا مشہور شاعر ۱۷ اقلیدس یونان کا حکیم جسکے نام سے کتاب اقلیدس مشہور ہے ۱۸ سقراط یونان کا مشہور حکیم ۱۹ کوپر یورپ کا بے مثل ناثر ۲۰ زینو بن طالوطاغورس یونان کا حکیم ۲۱ سافرٹس یونان کا حکیم ارسطو کا شاگرد۔
۲۲ ٹیلر جرمنی کا سحر بیان واعظ ۲۳ فیثاغورس یونان کا مشہور حکیم جو شہر ساموس میں رہتا تھا ۲۴ بیکن یورپ کا مشہور شاعر ۲۵ باتجلی ہندوستان کا حکیم علم جوگ کا موجد ۲۶ نیوٹن یورپ کا مشہور فلاسوفر۔ ۱۲ منہ

یا الٰہی عقل کا دریا ہو جاری قوم میں
سیبویہ[۲] اور اصمعی[۳] کچھ ہوں ہماری قوم میں

علم و فہم بو حنیفہ[۱] پھیلے ساری قوم میں
کچھ ہوں فرا[۴] کچھ خلیل[۵] اور کچھ بخاری[۶] قوم میں

ابن موسیٰ[۷] کی طرح اُستادِ فن بھی ہوں بہت
واقدی[۸] بھی ہوں کسائی[۹] بھی حسن[۱۰] بھی ہوں بہت

یا الٰہی ہوں مجسم فکرِ عالی ہم میں چند
ہوں بہر صورت مثال ہمشیائی ہم میں چند

چند فیضی چند صائب ہوں زلالی ہم میں چند
شوق سے ہوں بانیِ نازکخیالی ہم میں چند

چند مثلِ سیّد محمود دانشمند ہوں
آنریبل ڈاکٹر سر سید ایسے چند ہوں

۱؎ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی امام فقہ ۲؎ سیبویہ امام نحو ۳؎ اصمعی نحو اور ادب کا امام وقت ۴؎ فرا
صاحب کتاب الحدود امام نحو ۵؎ خلیل بصری امام لغات عرب ۶؎ بخاری امام حدیث
۷؎ محمد بن موسیٰ جبر و مقابلہ میں کامل جسکی کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر زورن نے سنہ ۱۸۳۱ء میں بمقام لندن کیا
۸؎ واقدی امام سیر ۹؎ کسائی امام نحو ۱۰؎ حسن بصری امام تفسیر۔ حسن بن زیاد لولوی ہارون
کے زمانے کا اہلِ کمال جسنے سنہ ۲۰۴ھ میں انتقال کیا۔ حسن بن شاکر۔ ہیئت اور موسیقی وغیرہ میں کامل وقت
ان سبھوں سے مراد ہے۔